

Vol. I
No. 33



Friday
9th April, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	PAGE
Presentation of the Report of the Committee on Petitions ..	2073
Discussion on the Resolution re: Pakistan-U.S. Military Pact ..	2073-2120
Half-an-hour-discussion	2120-2127

Note :—*At the commencement of the speech denotes
confirmation not received.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1954

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Friday, the 9th April, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

QUESTIONS & ANSWERS

(See Part I).

Presentation of the Report of the Committee on Petition.

Shri Pampan Gowda (Manvi) : I, the Chairman of the Committee on Petitions present this Report to the House on the following petition scrutinised by the Committee on the 6th April, 1954.

Petition.—The Subject matter of the petition, which was presented to the House by Shri V. D. Deshpande, M. L. A., is 'Lathi Charge on Hotel Workers of Secunderabad'. This is signed by 232 persons.

The petition is in conformity with the rules and the Committee decided that it be circulated *in ex tenso* to the Members.

Mr. Speaker : Report presented.

Discussion on the Resolution Regarding Pakistan- U. S. Military Pact

Shri J. Annand Rao (Sircilla-General) : Last time, I was speaking, Sir, I did not finish my speech, when the House adjourned. I have to continue it.

Mr. Speaker : Yes, the hon. member may continue.

شری ہندم واسودیو (گجول) - اسپیکر سر - میں نے ہال میں اور ڈیٹ (Half an hour debate) کیلئے نوٹس دی ہے۔

Mr. Speaker : That will be taken up in the evening.

* شری جے - انڈ رائف - مسٹر اسپیکر - گزشتہ مرتبہ اس ریزولوشن کے تعلق سے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ امریکن سامراج پاکستان سے ملٹری معاہدہ کر رہا ہے - اسکی وجہ سے امریکہ کی ملٹری وہاں آ رہی ہے - واقعہ یہ ہے کہ امریکہ میں اوور پروڈکشن (Over Production) ہو رہا ہے اور وہ اپنے مال کیلئے مارکٹ چاہتا ہے - ہم جانتے ہیں کہ چائینا اسکے ہاتھ سے نکل چکا ہے - اور دوسرے ممالک میں بھی اس کا مارکٹ نہیں رہا - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کارخانے بند ہو رہے ہیں اور ۳۰ لاکھ لوگ بیروزگار ہیں - انہیں روزگار فراہم کرنے کا سوال ہے - وہاں کے مناپلسٹس (Monopolists) اور کیاپلسٹس (Capitalists) کیلئے یہ بڑا اہم سوال ہے - جرمنی کی گزشتہ جنگ میں ہمنے دیکھا کہ وہ بھی مارکٹ چاہتا تھا - امریکہ کے کارخانے جو جنگی سامان تیار کر رہے تھے دنیا کے امن پسندوں نے اندولن کر کے کوریا کے جنگ کو بھی ختم کروادیا - ان حالات میں امریکہ چاہتا ہے کہ دنیا کے سارے ممالک کو غلام بنا کر وہاں سے اپنا لوٹ کھسوٹ جاری رکھے - اسکے خلاف غریب - مزدور - کسان امن پسند افراد اندولن کر رہے ہیں - اور اسکے مقابلہ کیلئے تیار ہو رہے ہیں - کیونکہ پاکستان کو تو امریکہ نے اپنے بھندے میں لایا - اس ایوان کے آئریبل ممبرس جانتے ہیں کہ پاکستان تو اس بھندے میں آچکا ہے - اسلئے کہ آئریبل ممبرس کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں کانگریس کی آزادی کی جو جدوجہد اور ٹریڈیشن (Traditions) رہے پاکستان کے حکمران طبقے کے تو نہیں رہے - یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ بہت جلد امریکہ کے جال میں آیا - پاکستان کا حکمران طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح انکے ہندوستان سے جو نزاعات یا تعلقات میں پیچیدگیاں ہیں وہ اس قوت کے ذریعہ حل ہو جائیں گے - پاکستان کے پرائیم منسٹر محمد علی نے صاف الفاظ میں یہ بتایا کہ جسوقت تک ہم اس طرح طاقتور نہ ہونگے کشمیر اور پانی کا مسئلہ حل نہوگا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگریسیو ڈزائن (Aggressive design) کے تحت انہوں نے مدد حاصل کی ہے - لیکن آج ایشیا کے سارے ممالک انڈو چائینا - لنکا - انڈیا - چائینا - پرشیا - اور ساوتھ ایسٹ ایشیا کے سارے ممالک صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں - کیونکہ اس سے نہ صرف پاکستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا ہے بلکہ سارے ایشیا کے لئے یہ خطرہ کا باعث ہے - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خود پاکستان کے عوام نے اسکا جواب دیدیا اور مشرقی بنگال کے الکشنس میں نیم حکومتی پارٹی کو ایسی زبردست ہار ہوئی کہ ۲۰۰ کے مقابلہ میں اسکے ۹ ممبرس سے زائد منتخب نہوسکے - اور وہاں الکشن کی ۹ فیصد بنیاد فارین (Foreign) امداد ہی تھی - حکمران پارٹی کو معلوم ہو گیا کہ عوام کیا چاہتے ہیں - اور انکے پارے ہیں ایشیا ہی کے نہیں بلکہ خود اپنے عوام کیا رائے رکھتے ہیں - اس نتیجہ سے وہاں کے حکمران اسقدر گھبرائے کہ مغربی پاکستان میں اگر الکشن ہوتو اسکا نتیجہ بھی انکی نگاہوں کے سامنے آگیا - اور آج یہ حالت ہے کہ وہ وہاں چالبازیاں

کر کے انکسں بھی نہیں کرنا چاہئے۔ وہ امریکہ کی سائرس میں آچکے ہیں۔ 'اے ہی' حالات میں امریکہ نے ہائیروجن بم کی قوت کی آزمائش کی اور یہ بیان جادوئے ہائیروجن بم کس قدر نیاہ و برناہ کرنے والا ہمارے۔ ہائیروجن بم کے بارے میں مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام آنریبل ممبرس اسکی تفصیلات جانتے ہیں۔ لیکن میں اتنا ہی کہہوں گا کہ ۱۹۴۴ء میں ہیروسیمیا برجوائیہ بم برسا ہوا تھا اس سے یہ... گ۔ بڑھکر طاقتور بیان کیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس وقت ایٹم بم سے ۵۰ ہزار لوگ دم آئے تھے اور دو سو ہزار لوگ اس سے متاثر ہوئے تھے۔ سائنسٹس کا دعویٰ ہے کہ اب جسکا تجربہ کیا گیا ہے اس سے ۱۰ گنا بڑھکر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسکا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جو مالک اس کے جال میں بھنسنے نہ پائے ہیں انہیں ذرا دھمکا کر دائمی غلام بنایا جائے۔ اس کے خلاف سارے عوام میں ایک بیداری پیدا کرنا ہے۔ حال ہی میں پارلیمنٹ میں پنڈت جواہر لعل نہرو نے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے پیش نظر ہمیں اس سلسلے میں بہت بڑے پیمانے پر اندولن کرنے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ہند اور پاکستان میں جو امریکن آبروروس ہیں انہیں بھی غیرجانبدار نہیں سمجھا جاسکتا۔ پنڈت نہرو کا یہ جذبہ قابل مبارکباد ہے جس کے تحت انہوں نے امریکہ کے پریسیڈنٹ کے مدد کے آفر (Offer) پر یہ جواب دیا کہ ہم کسی کی مدد کے بل بوتے پر اپنی آزادی برقرار رکھنا نہیں چاہتے۔ حال ہی میں پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ میں ہائیروجن بم سے متعلق بھی کہا کہ یہ تباہ کن ہتیار کی جو آزمائش کی جا رہی ہے وہ عوام کے خواہشات کے خلاف ہے۔ ایشیائے تمام امن پسند افراد نے اس خیال کی تائید کی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے میں آئندہ بڑے پیمانے پر اندولن کیا جائے۔ اور ہمیں اس مقصد کیلئے آگے بڑھنا پڑے۔

• میں صرف اور دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ مرتبہ اوس جانب کے بعض آنریبل ممبرس نے یہ شکوک و شبہات ظاہر کئے کہ امریکہ کے ساتھ ساتھ رشیا کا بھی سوال ہے۔ میں کہہوں گا کہ اس شبہ میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ شبہ غلط ہو یا صحیح بھی ہو۔ اس سلسلے میں حالات کا جائزہ لیکر دیکھنا چاہئے۔ گزشتہ جنگ میں سب سے زیادہ نقصان سوویت رشیا ہی نے اٹھایا ہم جانتے ہیں کہ جب جرمنی نے رشیا پر حملہ کیا تھا تو برطانیہ نے یہ کہا کہ رشیا جرمنی کو ختم کرنا چاہتا ہے حالانکہ آخر آخر میں رشیا لڑائی میں شریک ہوا اور اسکو کافی نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ رشیا میں جو گوریلا جنگ ہوئی اسوقت رشیا کو ساری قوت صرف کرنا پڑا اس کے باوجود دنیا میں آج کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی کہ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ تعمیری کاموں میں مصروف ہو گیا۔ حالانکہ خوفناک جنگ اور بربریت کا اسکو سامنا کرنا پڑا تھا۔ میں یہ کہہوں گا کہ سوویت رشیا جنگ کیلئے اپنی قوت نہیں خرچ کر رہا ہے بلکہ تعمیری کاموں کیلئے خرچ کر رہا ہے۔ جنگ کے بعد مارکٹ کی جو حالت ہو جاتی ہے وہاں نہیں ہے وہاں کے عوام خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیونگ اسٹنڈرڈ (Living Standard)

بہت بہتر ہے اور قوت خرید کو بڑھانے کی مسلسل کوشش کی جا رہی ہے۔ اور وہ اس کے کوشاں ہیں کہ وہاں کے عوام امن و چین کی زندگی بسر کر سکیں۔ کیونکہ وہ جنگ کے خلاف ہیں۔ جو لوگ بھی ہندوستان سے وہاں گئے ہیں انہوں نے وہاں سے آنے کے بعد اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہاں جنگ کی باتیں نہیں ہوتی ہیں اور نہ انکے ایسے ارادے ہیں۔ چنانچہ راج کاری امرت کور نے بتایا ہے کہ وہ کس طرح ترقی کر رہے ہیں۔ وہاں کے لوگ امن کیلئے کس قدر بیتاب ہیں۔ اس طرح صاف صاف طور پر کارابا وغیرہ نے بھی رشتا کے بارے میں کہا ہے کہ وہاں جنگ کی باتیں نہیں کی جاتی ہیں۔ وہاں کے لوگ جنگ کے خواہشمند نہیں ہیں بلکہ امن چاہتے ہیں۔ رشتا نے کہا کہ امن کے قیام کیلئے پانچ بڑے ممالک میں معاہدہ ہونا چاہئے اور صیانتی کونسل کی نگرانی میں یہ چیز عمل میں آئی چاہئے۔ اس طرح امن کیلئے وہ (۹) سال سے برابر لڑ رہا ہے۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر جسوقت دنیا کی اوس عظیم ہستی پرائیم منسٹر آف رشتا کا انتقال ہوا تو پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ آج ہم اوس ہستی کو کھو بیٹھے ہیں جو دائمی امن کی علمبردار تھی۔ اسکے علاوہ روزانہ جو مسائل پیش آتے ہیں انکے سامنے رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ایک زمانے سے رشتا کا جنگ کے بارے میں کیا طریقہ رہا ہے اور وہ کس قدر امن پسند اور امن کا کوشاں ہے۔ اسی لئے پنڈت نہرو نے کہا کہ آج اوس ہستی کو کھو بیٹھے ہیں جو دنیا میں امن کی علمبردار تھی۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہو گیا کہ ہم کو خطرہ نہ چاہیئے ہے اور نہ رشتا سے بلکہ امریکہ سے ہے۔ ایسے مسئلہ سے متعلق جو ہماری جان و مال کا مسئلہ ہے ہلاکسی ہچکچاہٹ کے ہمیں روزلیوشنس منظور کرنا چاہئے اور اتحاد عمل کے ساتھ پنڈت نہرو کے احکام کی تعمیل میں زیادہ سے زیادہ جلسے کرنا جلوس نکالنا اور روزلیوشنس پاس کر کے انکو پریسیڈنٹ (President) کے پاس بھیج دینا چاہئے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہمیں خطرات باہر سے نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ پاکستان پیدا ایک مسلمہ کنٹری ہے لیکن یہاں کے کمیونل آرگنائیزیشنس (Communal Organisations) جیسے کہ ہندو مہاسبھا وغیرہ کی طرف سے کچھ ہندو مسلم فسادات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ کریمنگر میں دس سال سے انکا کوئی آرگنائیزیشن نہیں تھا لیکن اب قائم کیا گیا ہے اور ایسی تقریریں کی گئی ہیں جن سے ہندو مسلم فسادات پیدا کرنے کیلئے بیج بوئے جائیں۔ اس قسم کے فرقہ وارانہ عناصر سے ہم کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ یہ ہندو مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے پاکستان اور ہندوستان کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو سامراج کا مسئلہ ہے۔ غلامی کا مسئلہ ہے۔ سامراجی یہ چاہتے ہیں کہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خود تو آزاد رہیں اور دوسروں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیں۔ اسلئے اس موقف سے باخبر ہو کر گزشتہ حالات سے سبق لیکر اور آنے والے حالات کا اندازہ کر کے ہمیں چاہئے کہ ہوشیار ہو جائیں۔ انگلینڈ کی پالیسی تو ڈیوائیڈ اینڈ رول (Divide and rule) کی پالیسی تھی اسی طرح کی

پالیسی امریکہ بھی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم کے وقت جو المناک واقعہ پیش آئے تھے انکا ذکر میں یہاں کرنا نہیں چاہتا۔ خدا کرے کہ ویسے حالات یہاں سنسنہ آئیں۔ اسکے لئے ہمیں انسدادی تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔ بعض لوگ ایسے مسلمانوں کو جو کم بیدار رہتے ہیں بہکنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ باور کراتے ہیں کہ پاکستان حملہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن میں کہوں گا کہ حیدر آباد کے مسلمانوں کے جذبات اب بیدار ہو چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں فیوڈل ایلیمنٹ (Feudal element) نے کس طرح انہیں بھڑکا کر تباہ کیا ہے۔ وہ اب ایسی باتوں میں آنے والے نہیں ہیں۔

اسکے بعد مجھے ایک اور بات عرض کرنی ہے وہ یہ کہ گزشتہ مرتبہ جب اس مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی تو ٹریژری بینچ کے ایک آنریبل ممبر نے کہا تھا کہ جب غیر متوقعہ حالات پیدا ہو جائیں اور جنگ دروازے پر آجائے تو ایسے تشویشناک حالات میں تمام پارٹیوں کو متحدہ طور پر ملکر رہنا چاہئے اور پنڈت نہرو کی فارین (Foreign) پالیسی کو قبول کرنا چاہئے۔ ایسے حرکات جن کے نتیجہ کے طور پر لالھی چارج ہو رہی ہے۔ ٹیر گیس (Tear Gas) کا استعمال ہو رہا ہے ان تمام باتوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ آنے والے حالات کے پیش نظر ان تمام چیزوں کو سنبھال کر لے چلنا چاہئے۔ اگر اس قسم کے اختلافات رہینگے تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس طرح کا خیال ٹریژری بینچ کے ایک آنریبل ممبر نے ظاہر کیا تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں مزدوروں اور محنت کشن عوام کے جو مسائل ہیں انکے جو مطالبات ہیں انکو منوانے کیلئے پارٹیاں اس قسم کی جدوجہد کرتی ہیں لیکن یہ ایسے مسائل ہیں کہ ان مسائل سے تیزاد پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ ہمیں یہ محسوس کرنا چاہئے کہ جن محنت کشن عوام کے بل بوتے پر ہم آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے یہ ساری کوششیں کر رہے ہیں انکے جائز مطالبات کو قبول کرنا اور انکو خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کے موقع دینا اور اسکے لئے ضروری تدابیر کا اختیار کرنا بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ تاوقتیکہ ایسا نہ کیا جائے وہ ہم سے کس طرح کو اپریشن کرینگے۔ ان معاملات پر توجہ کیجئے تو دشمن کے دروازے پر آنے کی صورت میں ہم اسکا مقابلہ کر سکیں گے۔ اور اتحاد عمل کا ثبوت دے سکیں گے۔ جو جائز مطالبات پیش کئے جاتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انکے مطالبات کی تکمیل کریں۔ اتنا عرض کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری ادھو راؤ پٹیل (عثمان آباد۔ عام)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ ہاؤز کے سامنے اس وقت جو رزولوشن ہے وہ ایک اہم رزولوشن ہے اور اس مسئلہ سے متعلق نہ صرف ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اخباروں اور جلسے و جلوسوں کے ذریعہ اظہار خیال کیا گیا ہے بلکہ بڑے بڑے پالیٹیشنس (Politicians) اور منسٹروں نے بھی اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ ۷۔ تاریخ کے ہرچے میں یہ خبر

بھی آئی ہے کہ یو۔ پی کی لیجسلیٹیو کونسل نے اس قسم کا رزلوشن پیش کیا اور کانگریس
یارٹی نے بھی اپنا سپورٹ دیکر اسکو پاس کرایا۔

پاکستان اور امریکہ میں جو پیکٹ ہوا ہے اسکا مقصد کیا ہے۔ کس غرض کیلئے
یہ کیا گیا ہے۔ اور جو وجوہات ظاہر میں بتائے جاتے ہیں اسکے درپردہ وہی وجوہات
ہیں یا دوسرے۔ پاکستان کے پرائیم منسٹر نے اس پیکٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ
مسلم کنٹریز کے اتحاد کیلئے ترکستان اور پاکستان کا یہ پیکٹ ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ
امریکہ سے پیکٹ نہ کرتے ہوئے ترکستان اور پاکستان کا پیکٹ ہوا ہے۔ مسلمانوں کے
سامنے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مضبوط کرنے کیلئے یہ پیکٹ کیا جا رہا ہے۔ لیکن
خوش قسمتی یہ ہے کہ بہت سے مسلم راشٹروں نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وجوہات جو
بتائے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ پاکستان کو مضبوط کرنے کیلئے اور پاکستان پر بیرونی
متوقعہ حملے سے بچاؤ کیلئے یہ پیکٹ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ کون سے ممالک
پاکستان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ ریشیا سے اور چین سے اوسکو ڈر
ہے۔ پاکستان بھی یہ کہتا ہے کہ ریشیا اور چین سے حملے کا امکان ہے۔ ہندوستان کا نام
نہیں لیا جاتا۔ لیکن جغرافیائی حیثیت اور سرحدوں کے نقشے پر نظر کریں تو معلوم ہوگا کہ
پاکستان کے بارڈرس چین سے اتنے ملے ہوئے نہیں۔ جہاں بھی اوسکے بارڈرس ملتے ہیں
وہاں بڑے پہاڑ ہیں۔ اس لئے چائنا پاکستان پر حملہ نہیں کر سکتا۔ لیکن امریکہ کا
نقطہ نظر بارڈر کے ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر چائینا سے ڈر ہو تو وہ ہندوستان
کو ہوسکتا ہے۔ لیکن امریکہ کا یہ کہنا کہ پاکستان کو بیرونی حملہ آوروں کا ڈر ہے اس
لئے ہم اوسکو مضبوط کر رہے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ پاکستان
پر چائنا یا ریشیا حملہ کریگا یہ خیال ایک دیوانہ پن ہے۔ خود پاکستان کے اخباروں مثلاً
پاکستان ٹائمز نے لکھا ہے کہ ریشیا یا چائنا کے خواہ کچھ بھی خیالات ہوں وہ پاکستان
پر جملہ نہیں کرینگے۔ حملہ کرنے کا خیال دیوانہ پن ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ یہ پیکٹ کوئی علحدہ پیکٹ نہیں ہے بلکہ انٹر راشیہ زمینیں
کی ایک کڑی ہے۔ سکنڈ ورلڈ وار شروع ہوا تو ہٹلر بھی ریشیا کے خلاف لڑنے والا تھا۔
اور یہ کہتے ہوئے اوس نے امداد لی۔ لیکن جنگ دوسرے میدان میں شروع ہوئی۔ اور
ریشیا۔ انگلینڈ اور امریکہ کا الائنس ہوا۔ جب جنگ ختم ہوئی اور رشین ملٹری نے جرمنی
فوجوں کو ختم کیا تو یہ سوچا جانے لگا کہ ریشیا کا نیا فلسفہ کیٹلسٹوں کو ختم کر کے دھیکا
اس لئے اوسکو کسی نہ کسی طرح پر باد کیا جائے اوس وقت جو کام ہوا تھا اب بھی جاری ہے
اور نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن (North Atlantic Treaty Organisation)
کا قیام عمل میں آیا۔ امریکہ نے پیسیفک ڈیفنس آرگنائزیشن (Pacific defence Organi-
sation) بنانے کی بھی کوشش کی۔ لیکن ہندوستان نے اسکو نہیں مانا۔ اور کہا کہ
وہ کسی بلاک میں شریک نہیں ہوگا۔ امریکہ نے منڈل ایسٹ میں کوئی ایسی آرگنائزیشن
قائم کرنے کی بھی کوشش کی لیکن اوس میں بھی ناکام رہا۔ امریکن پالیٹیشنس یہ سوچ

ہے ہیں کہ برٹش امپیریل ازم (British Imperialism) ختم ہو جائے
کے بعد اوس کی ملٹری جو پولیس کی طرح ایشیا کو گارڈ کر رہی ہے اوسمیں جو ویکوئم
(Vacuum) پیدا ہو گیا ہے اوسکو برکیا جائے۔ ہنڈت جی نے انی پارلیمنٹ وائی
اسپیچ میں رابرٹسن اسسٹنٹ سکرٹری آف اسٹیٹ فار اسیٹرن آفیس کی تقریر کا حوالہ دے
جو انہوں نے یہاں کے انگریزی اسپیکنگ کے لوگوں کے سامنے کی تھی۔ جس میں رابرٹسن
نے کہا تھا کہ

“ The quickest way to turn Asia over to the Communists
would be for the Western Powers to act as if they were moving
in on Asia once more or trying to cut themselves a slice of
Asia” .

کمیونسٹوں کے خلاف ایشیا کو بچانے کے لئے پھر ایک مرتبہ ایشیا کو اکوپائی (Occupy)
کرنا چاہئے۔ کیونکہ اوسکو چائنا کا خطرہ ہے۔ لیکن یہ بھی احساس اون کا ہے کہ ایشیا
کا کوئی ملک آج کسی کی غلامی کو پسند نہیں کرتا۔ کسی ملٹری پاور کو اپنے ملک میں
آنے دینا نہیں چاہتا۔ مصر میں بھی سوئز سے برٹش ملٹری کو ہٹانے کے لئے کافی جدوجہد
کی جا رہی ہے۔ ایران میں بھی آئل انڈسٹری کو نیشنلائز کرنے اور برٹش وسٹڈ انٹرس
کو وہاں پر ختم کرنے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ ہندوستان بھی اپنے ملک میں امریکن
ملٹری کو آنے دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ انڈونیشیا اور برما بھی ایسے ممالک ہیں جہاں
یورپی ممالک کی ملٹری کا پوتر قدم نہیں پہنچ سکا۔ یہاں کشمیر ایک ایسا پرابلم ہے جس
کو ہندوستان اور پاکستان ایک بڑا اور اہم پرابلم سمجھتے ہیں۔ ہنڈت جی نے اس
پیکٹ کے وجود میں آنے کے بعد کہہ دیا ہے کہ اب امریکن کشمیر میں نیوٹرلس (Neutrals)
کی حیثیت سے باقی نہیں رہے۔ گو امریکن سیاست دانوں نے کہا ہے کہ ہم ہندوستان کو
بھی ملٹری ایڈ دینگے۔ لیکن امریکن جس پائٹ آف ویو کو لیکر پاکستان کو امداد دے
رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ریشیا اور چائینا کے اطراف ایک کڑی بنادیا جائے۔ اور وہاں سے اٹیم
بم یا کوئی اور بم اون کے خلاف استعمال کرسکیں۔ چنانچہ جاپان میں بھی اون کے ملٹری
اڈے ہیں۔ مڈل ایسٹ میں چونکہ ان کے اڈے نہیں تھے اس لئے امریکہ نے پاکستان
کا سہارا لیا اور وہاں وہ کامیاب ہو گیا۔ پاکستان والے یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر ملٹری
ایڈ اون کو مل جائیگی تو اون کی ملٹری کی طاقت ہندوستان سے بڑھ جائیگی اور کشمیر کا
پرابلم پاکستان کے موافق حل کیا جاسکیگا۔ یہ تو صحیح ہے کہ امریکہ کے پریسیڈنٹ
نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ ایڈ کشمیر میں استعمال نہیں ہوگی۔ اس کو ہنڈت جی نے اپنی
اسپیچ میں بھی ذکر کیا ہے۔ ہمارے پاس امریکہ کے جو اسپیڈر مسٹر اپلن ہیں انہوں نے
بھی کہا ہے کہ یہ ایڈ ہندوستان کے مقابلہ میں استعمال نہیں کی جائیگی۔ مسٹر ایلائٹ
جو کونسلر ٹو دی امریکن ایجینسی ہیں انہوں نے بھی ایک مرتبہ کہا کہ اگر یہ ایڈ
پاکستان نے ہندوستان کے خلاف استعمال کی تو ہم پوری قوت سے اوسے روک دینگے۔

لیکن یہ لفظی تین ہے جس پر بیروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ پہلے جب پاکستان کے رضاکار کشمیر میں آگئے تھے تو انہوں نے کیا کیا۔ یو۔ این۔ او میں بندت جی نے اس معاملہ کو پیس کیا حالانکہ یہ پرابلم وہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن مذہب ہی نے اپنی صداقت پسند پالیسی کے تحت اوسکو یو۔ این۔ او میں پیس کیا لیکن وہاں بھی یہ اینگلو امریکنس یہ ڈکلیئر (Declare) نہیں کر سکتے کہ واقعی پاکستان اگ्रेसر (Aggressor) ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ آئندہ جب بھی موقع آئیگی پاکستان اپنی ملٹری آرگنائزیشن سے حملہ کریگا۔ اوس وقت یہ نوٹس کیا اس امر کا تصفیہ کر سکیں گے جو ہم پاکستان کی طرف سے وہاں بھیجا گیا وہ امریکہ کا بنا ہوا تھا یا پاکستان کا۔ جو ہوائی جہاز کشمیر پر بمباری کریں گے تو کیا اون کے متعلق یہ کہا جائیگا کہ امریکہ کے بنے ہوئے ہیں یا پاکستان کے۔ اس لئے یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ وہ ایڈ کشمیر میں استعمال ہوگی یا نہیں۔ یہ باتیں جو امریکہ والے کر رہے ہیں محض کروکوڈائل ٹیرس (Crocodile tears) ہیں۔ یہ ظاہری ہمدردی ہے۔ یہ جھوٹے الفاظ ہیں یہ سیاسی مدبروں کے الفاظ ہیں جن پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ظاہر تو یہ جو ایڈ دیجا رہی ہے وہ امریکہ سے چائنا یا ریشیا کے مقابلہ کے لئے دیجا رہی ہے۔ لیکن پاکستان کا بالکل یہ مقصد ہے کہ اوس سے ہندوستان پر دباؤ ڈالا جائے۔ چنانچہ کراچی میں جو امریکن سفیر ہیں انہوں نے پریس کو انٹرویو دینے وقت دوسرے الفاظ میں یہی کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ہندوستان پاکستان کے خلاف حملہ کریگا تو یقیناً یہ ایڈ استعمال کیجا ئیگی حالانکہ ہندوستان نے کبھی پاکستان کے خلاف حملہ کرنے کا خواب بھی نہیں دیکھا۔ ہمارے ہی حالات ایسے ہیں کہ ہم کو اپنا ہی مکان سدھارنا ہے۔ ہم پاکستان پر حملہ کر کے اور اوسکو لیکر کیا کریں گے۔ مقصد یہ ہے کہ اینگلو امریکنس کسی نہ کسی صورت سے ہندوستان کو اوسکی نیوٹرل پالیسی سے ہٹا کر اپنے ہلاک میں لیجانا چاہتے ہیں۔ اور یو۔ این۔ او میں اپنے لئے اوس کا ووٹ حاصل کیا جائے۔ پاکستان کو ایڈ دیکر تو انہوں نے یو۔ این۔ او میں اپنا ووٹ بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ اور پاکستان کو اپنا ساتھی بنالیا۔ لیکن یہ چیز پاکستان کی آزادی کے لئے خطرہ کا باعث ہوگی۔ یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہندت جی اس پر کیوں اعتراض کر رہے ہیں پاکستان آزاد ہے کسی سے بھی پیکٹ کر سکتا ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ اس اٹامک ایج (Atomic age) میں کوئی ایک دوسرے سے الگ نہیں رہ سکتا اپنے گھر میں ہیں چاہے تو ننگا رہ سکتا ہوں یہ کہنے کے دن چلا گئے۔ سیول لبریز کے تحت مکانات بناتے وقت بھی پڑوسی کے مکان کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ یہ تو ایشیا کے بڑے ممالک کا معاملہ ہے۔ چنانچہ انڈو چائینا میں جھگڑے ہو رہے ہیں تو ہندوستان اس کے متعلق فکر کرتا ہے۔ جب تک فرنچ امپیریلشوں کی کالونیز رہنکی ایشیا کو آزاد نہیں سمجھا جاسکتا۔ جاپان میں بھی یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ امریکن اٹوں کو وہاں سے برخواست کیا جائے۔ اس لئے پاکستان کا یہ کہنا کہ ہم اپنی آزادی کو مضبوط کرنے کے لئے یہ اقدام کر رہے ہیں غلط ہے۔ اونکی آزادی کی حفاظت ہونے کی بجائے اونکی آزادی

خطرہ میں پڑ جائیگی۔ اس لئے ایشیائی ممالک کا یہ فرض ہے کہ وہ پاکستان کو بے پروا
منائیں۔ پہلے بھائی برادرانہ حیثیت سے اوسکو سمجھائیں اگر وہ نہ مانے تو دوسرا قدم اختیار
کیا جائے اور اوسکے بعد یہ دیکھے کہ اوس کے اثرات کیا ہوتے ہیں۔ نہ بھی کہا ہے۔
ہے کہ امریکنس تو ایڈ دینے کے ہادی ہو چکے ہیں۔ اون کو کمزوروں کو مدد دینے کی
عادت ہو چکی ہے۔ رابرٹسن نے کہا ہم نے کئی ملکوں کو مدد دی ہے کئی ملک کو
اکنامک ایڈ اور ملٹری ایڈ دی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیچارے امریکہ کے پاس
خرچ کرنے کے لئے گنجائش نہیں ہے اس لئے وہ دوسرے ملکوں پر خرچ کر رہا ہے۔ لیکن
در اصل وہ توساھوکاروں کی چال چل رہا ہے۔ پیسہ دیکر اپنے کہنے پر اون ملکوں کو
چلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ

“It is much easier for us to provide weapons, however
costly the operation may be, than to provide conviction and
faith.”

امریکن ریویلیوشن (Revolution) کے بعد امریکہ کی آزادی
فرانٹریٹی۔ لیبرٹی اور ایکویلیٹی کی بنیادوں پر قائم ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ کنوکشن
(Conviction) اور فیتھ (Faith) تو نہیں
دے سکتے لیکن ایروپلینس اور ملٹری اکوپ منٹ (Military equipment)
آسانی سے دے سکتے ہیں۔ چنانچہ انڈو چائینا میں چین کے حملہ کے ڈر سے فرنچ
امپریلیسٹوں کی سائیڈ لے رہے ہیں اور وہاں امریکنس ایک ہزار ملین ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔
وہاں ملٹری ایڈ بھی بھیجی جا رہی ہے۔ میں ہاؤز سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر
کوئی کمزور ملک کسی بڑے ملک سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کسی دوسرے
ملک سے امداد حاصل کرے تو کیا وہ بری چیز ہے۔ آج فرنچ امپریلیسٹوں سے آزادی
حاصل کرنے کے لئے چین سے امدادی لی جا رہی ہے تو یہ فرنچ امپریلیسٹوں کی مدد
اینگلو امریکنس کر رہے ہیں۔ ہندوستان کی جدو جہد آزادی کے زمانے میں بھی سوباش
جی نے خود جاپان اور جرمنی سے مدد لیکر ہندوستان کو آزاد کرنے کے متعلق کہا
تھا۔ چنانچہ آج اون کا نام ہندوستان میں پاپولر (Popular) ہے۔ اسی
طرح انڈو چائینا میں بھی ویٹ نام چائنا کی مدد سے ملک کو آزاد کرنا چاہتے ہیں اوس
وقت امریکہ امپریلیسٹ قوتوں کو نہیں روکتا۔ مصر میں سوئز سے برٹش ملٹری کو
نکالنے کے لئے امریکہ برطانیہ سے یہ نہیں کہتا کہ وہاں سے ملٹری نکال دیجئے۔
اس وقت اون پر امریکہ پریشر نہیں ڈالتا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے ہم
امریکہ کے لئے ہوتے تیقات پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اون کے تیقات صحیح نہیں
ہوتے ہیں۔ پریسڈنٹ آئزن ہوور نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان کو ہم نے ایڈ
دی ہے تو ہم آپ کو بھی ایڈ دیں گے۔ ممکن ہے بعض لوگ اس کے متعلق یہ کہیں کہ
امریکن ایڈ لینے میں کیا ہرج ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں پنڈت جی نے جو اساتذہ

(Stand) (لباہ وہ بہت صحیح ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ اگر امریکہ کی ملٹری یہاں آجائے گی اور ایک مرتبہ اگر اوں کے اڈے یہاں قائم ہو جائیں گے تو ہم غلام ہو جائیں گے اور ہماری فارین پالیسی آزاد نہیں رہ سکتی۔ جب آپ نے پاکستان کو ایڈمی تو ہم اوس کی مخالفت کر رہے ہیں پھر ہم اوسی ایڈم کو کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اوس کو قبول کریں گے تو ہم ہیو کریٹس (Hypocrites) اور اپرچونسٹس (Opportunists)

بن جائیں گے۔ پنڈت جی نے یہ جو کہا وہ بہت اچھا اسٹانڈ تھا۔ یہاں اس ہاؤز میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام پارٹیز کے تمام لوگ پنڈت جی کا جو موجودہ اسٹانڈ ہے اس کو سپورٹ کریں۔ ہمارے آپسی اختلافات ہو سکتے ہیں۔ فائیو ایر پلان کے بارے میں ہم پنڈت جی سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ انڈسٹریز کے بارے میں ہم اختلاف کر سکتے ہیں لیڈ ریفرانس سے متعلق اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اس ہاؤز میں جو ٹیننسی لیجلیشن پاس ہوا اس پر ہمارے کافی اختلافات تھے لیکن جہاں ملک کی آزادی خطرہ میں پڑتی ہے تو ہمیں ان اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک قطعہ نظر سے سوچنا چاہیئے۔

ایک اور چیز جو میں ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پاک امریکن پیکٹ پر خود پاکستان کے عوام اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہماری آزادی میں تھوڑی سی بھی کمی ہوتی ہے یا اس پر اثر پڑتا ہے تو اسکی مخالفت کریں گے۔ اس ضمن میں ایک مشہور اخبار ”پاکستان ٹائمز“ کے کیا تاثرات ہیں وہ ہاؤز کے سامنے رکھتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔

The Times of India dated February 27, 1954, under the caption “Pakistan tied up to U. S. cold war chariot”, writes as follows :

“Writing editorially under the caption : ‘Mutual Security’ the paper (Pakistan Times) said, ‘... Why should we accept aid on terms and conditions which will affect our domestic and foreign policies, tie us up to America’s cold war chariot, and create the threat of our embroilment in wars in which we have no interest?’ ‘The U. S. Pakistan agreement under the Mutual Security Act will, Washington hopes, give America control of important bases and a first class fighting force and another certain vote in the United Nations! Continuing, the Pakistan Times said, ‘As far as the U. S. S. R. and China-America’s main targets are concerned, whatever we might think of their regimes, they do not threaten Pakistan in any way and it would be sheer

meanness to join the U. S. sponsored crusade to restore Chiang-Kai-Shek or Kerevsky back to power."

چیانگ کائی شک کو چین میں برسرِ اقتدار لانے کی دوبارہ جو کوشش کی جارہی ہے اس کی پاکستان کیوں نائید گمرے جبکہ اس بارے میں وہاں کے لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ پاکستان کے الیکشن کے نتائج ایوان کو معلوم ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ لیگ نے اس معاہدہ کی حمایت کی تو اس کا الیکشن میں کیا حشر ہوا۔ وہاں کے متحدہ محاذ نے اسکی مخالفت کی۔ بڑے بڑے پالیٹیشن اور نیوز پیپرس نے بھی مخالفت کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود وہاں کے امریکن امباسڈر سے پوچھا گیا کہ کیا پاکستان کے عوام کی رائے اس پیکٹ کے خلاف نہیں ہے تو انہوں نے بھی اس کو تسلیم کیا۔ لیکن جس طرح کا گھمنڈ ایک دولتمند آدمی کو ہوتا ہے اسی طرح کا گھمنڈ امریکہ کو بھی ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ ڈالر سے سب کچھ خرید سکتا ہے۔ ملک خرید سکتا ہے اور ملکوں کی آزادی خرید سکتا ہے۔ اگر مڈل ایسٹ کی بھلائی کرنا تھا تو وہ امداد دیکر وہاں کے اکنامک کنڈیشنس اور سوشل ریلیشنس سدھار سکتا تھا لیکن آج جو چیز امریکہ کے سامنے ہے وہ دوسرے ممالک کی امداد نہیں ہے بلکہ آج امریکہ کے کیپٹلسٹ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کا مال نہیں بک رہا ہے۔ انٹسٹریز بند ہو رہے ہیں وہاں اکنامک کرائسس آ رہا ہے اور ان کے پاس ان سب امراض کا علاج یہ ہے کہ جنگ ہو تاکہ جنگ شروع ہوتے ہی ان کے کارخانے چالو ہو جائیں۔ لوگوں کے پاس پیسہ آئے تو وہ زیادہ سے زیادہ سامان خرید سکیں۔ لیکن وہ اپنی خود غرضانہ اغراض کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں کروڑ انسانوں کی جانوں سے کھیلنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے یہ پالیسی اختیار کی ہے۔ ہائیڈروجن بم کا تجربہ کر کے انہوں نے چیٹو کانفرنس پر یہ ظاہر کیا کہ وہ اتنے طاقتور ہیں۔ وہ اس کا اظہار کرنا چاہتے تھے وہ جنگ کے لئے اتنے تیار ہیں اور انکی اتنی طاقت ہے۔ پنڈت جی نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ امریکہ نے جو تجربہ کیا ہے وہ اوپن سی (Open Sea) نہیں رہا۔ اوپن سی کے معنی یہ ہیں کہ کسی بھی ملک کے کنارہ کے تین میل کے فاصلہ تک اسی ملک کا تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن ہائیڈروجن بم کے اثرات جاپان کے مچھلی پکڑنے والوں پر پڑے۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اس کے اثرات کلکتہ پر بھی ہو رہے ہیں۔ لیکن آج کونسا ملک امریکہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ صاحب آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں انگریز والے بھی ان سے امداد لے چکے ہیں اس لئے امریکہ کو کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہیں۔ مڈل ایسٹ تو حال ہی میں آزاد ہوا ہے۔ لیکن ہندوستان سرکار نے اس تیسری جنگ کو روکنے کے لئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس کے خلاف کہنے کیلئے عوام تک اپروچ (Approach) کیا اور اس کے خلاف عوام کی رائے حاصل کی ہے۔ پنڈت جی جب امریکہ گئے تھے تو انہوں نے اس کا

اظہار کیا کہ امریکہ کے رولرس جگ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن امریکہ کے عوام اس کے لئے تیار نہیں ۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پاکستان کا وجود ہی ہندوستان کیلئے خطرہ کا باعث ہے اور شاید اسی لئے پاکستان بنایا گیا تھا لیکن میں ان سے متفق نہیں ہوں ۔ ایران میں ڈاکٹر مصدق کا کیا حال ہوا ۔ کیا وہاں بھی پاکستان تھا ۔ کیا ایجیپٹ (Egypt) میں بھی کوئی پاکستان تھا ۔ ہرگز نہیں ۔ امریکہ ڈالر کے بل بوتے پر آدمیوں کو خرید سکتا ہے ۔ پاکستان نہ بھی ہوتا تو ہندوستان میں ایسا ہی کیا جاتا ۔ یہاں بھی ڈالروں سے آدمی خریدے جاتے اور پنڈت جی کو ہندوستان کا ڈاکٹر مصدق بنایا جاتا ۔

آخر میں میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ آج دنیا میں جنگ محض ملٹری کے زور پر نہیں جیتی جاسکتی اس لئے ہمیں عوامی رائے کو تیار کرنا چاہئے ۔ آج دنیا کی حالت دن بدن بدلتی جا رہی ہے اس لئے ہمیں نہایت غور و فکر سے کام لینا چاہئے ۔ اسکے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ امریکن ایزورس (Observers) سے متعلق جیسا کہا گیا ہے اس پر غور کرنا چاہئے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہلت کانفرنس میں شرکت کے لئے اگر کیکچرل ڈولپمنٹ میں شرکت کیلئے اور کئی وجوہ کی بنا پر چار چار چھ سو کے ٹانڈے ہمارے ملک میں آتے ہیں ۔ وہ مختلف مقامات پر گھوم پھر کر جو مقامات کہ اسٹرائجک (Strategic) اہمیت رکھتے ہیں ان کے فوٹو لیتے ہیں اس پر بھی ہمیں کڑی نظر رکھنا چاہئے ۔ یہاں پنڈت جی کو ناراض کرنے کا سوال نہیں ہے اور نہ ہم انکی پالیسی میں کوئی مداخلت کر رہے ہیں اس لئے میں اس طرف بیٹھنے والوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس رزولوشن کو جس طرح کہ ۷۔ اپریل کو یو ۔ پی نے پاس کیا ہے اسی طرح یہاں بھی پاس کیا جائے ۔

مرزا شکور بیگ (حسن پوری) ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ ایک طویل خاموشی کے بعد مجھے اس اہم رزولوشن پر کچھ عرض کرنے کا موقع ملا ہے ۔ اس رزولوشن کی اہمیت یہ نہ ہاؤز کے اس جانب کے ممبر منکر ہیں اور نہ اوس جانب کے ممبر اختلاف رکھتے ہیں ۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسپر جو تقاریر کیجائیں وہ ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کیجائیں کیونکہ یہ محض جذباتی تقاریر سے حل ہونے والا مسئلہ نہیں ہے ۔ امریکہ نے جو کچھ کیا ہے وہ امریکہ کی خارجی پالیسی کے بالکل مطابق کیا ہے اور اسی طرح پاکستان نے جو کچھ کیا ہے وہ پاکستان کی پالیسی کے عین مطابق ہے ۔ لیکن ہندوستان اس سے اختلاف کیوں کر رہا ہے یہ بہت اہم سوال ہے ۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے ہندوستان کو اس میں دخل دینے کا کوئی وجہ نہیں ۔ لیکن میں معزز ایوان کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان جو اختلاف کر رہا ہے وہ محض مخالفت کیلئے مخالفت نہیں ہے کیونکہ امریکن ایڈ کا جو آفر ہندوستان کو دیا گیا تھا وہ تو خود ہندوستان نے مسترد کر دیا ۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ

مخالفت کیوں - اسکا جواب یہ ہے کہ جو خارجی پالیسی ہندوستان نے آزادی کے بعد اختیار کی ہے یہ پیکٹ اس کے خلاف جاتا ہے۔ ہندوستان کی خارجی پالیسی کا سرسری طور پر مطالعہ فرمائیں اور غور کریں تو آنکو معلوم ہوگا کہ ہندوستان نے خارجی معاملات میں ایک ایسی پالیسی اختیار کی ہے جسکو بعض لوگ نیوٹرل کہتے ہیں۔ لیکن اسکو نیوٹرل کہنا صحیح نہوگا۔ جیسا کہ معزز ممبران جانتے ہیں انٹرنیشنل لا (International law) میں یہ ٹرم اسوقت استعمال ہوتا ہے جبکہ دو ملکوں میں جنگ ہوتی ہے۔ اسلئے ہندوستان کی پالیسی نیوٹرل نہیں بلکہ انڈپنڈنٹ ہے۔ جن لوگوں نے اس پالیسی کا مطالعہ کیا ہے انہیں اس میں تضاد نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کسی مسئلہ میں روس کے ساتھ دیتا ہے تو کسی اور مسئلہ میں وہ امریکہ کی طرف داری کرتا ہے۔ وہ کبھی کسی ملک کا ساتھ دیتا ہے اور کبھی کسی اور ملک کا۔ مثلاً شاہی کوریا کو حملہ آور قرار دینے کا سوال سامنے آیا تو ہندوستان نے بیشک ان ملک کا ساتھ دیا جو یہ چاہتے تھے کہ شاہی کوریا کو حملہ آور قرار دیا جائے۔ یہ اسلئے نہیں کیا گیا کہ امریکہ کی خوشنودی حاصل کیجائے بلکہ یہ اسلئے کیا گیا کہ واقعات کے لحاظ سے ایسا کرنا ضروری تھا۔ لیکن بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ امریکہ کو خوش کرنے کیلئے ایسا کیا گیا ہے۔ مگر جب چین کو یونائٹڈ نیشنس میں نشست دینے کا سوال آیا تو ہندوستان نے یہ کہا کہ چین کو برابر نشست ملنا چاہئے۔ گوروس بھی یہ چاہتا تھا اور روس کے تحت جو مالک میں وہ بھی یہ چاہتے تھے کہ چین کو نشست ملے۔ ہندوستان نے بھی یہی کہا۔ بظاہر یہ معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں ہندوستان نے امریکہ کے خلاف اور روس کی تائید میں رائے دی لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا یہاں سوال امریکہ کو ناراض کرنے یا روس کو خوش کرنے کا نہ تھا بلکہ ہندوستان نے اپنی انڈپنڈنٹ خارجی پالیسی کے تحت جو سچی رائے ہو سکتی تھی اسکا اظہار کیا ہے اس سے کوئی ملک خوش ہو یا ناراض۔ یہ مسئلہ تھا جسکی وجہ سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے دونوں بلاکس کا کانفیڈنس کھودیا ہے۔ اب ایک طرف ہم سے امریکہ ناراض ہے تو دوسری طرف روس ہم سے ناخوش ہے لیکن بلا لحاظ کسی کی خوشنودی یا ناراضگی کے ہم یہ عمل کرتے رہے ہیں گزشتہ دو جنگوں میں جو تباہیاں ہوئی ہیں ان سے سب آئریبل ممبرس واقف ہیں۔ آج بھی سائنس کی مدد سے نئے نئے ہتیار میدان جنگ میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے پنڈت نہرو کی یہ ہمیشہ کوشش رہی کہ اپنی تمام کوششیں قیام امن میں صرف کریں اور جہاں تک ہوسکے جنگ کو روکنے کی کوشش میں اپنی قوت صرف کریں۔ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ آئندہ جو جنگ ہوگی وہ انتہائی تباہ کن ہوگی۔ اور گزشتہ دو جنگوں کے مقابلہ میں بہت ہی ہولناک ہوگی۔ اب تک گو ہندوستان کی دولت اور جو ان گزشتہ جنگوں میں ہندوستانیوں کی مرضی کے خلاف استعمال کئے گئے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کے عوام کبھی راست جنگ کی زد میں نہیں آئے ہیں۔ لیکن جو پاک امریکن پیکٹ ہوا ہے وہ جنگ کو ہمارے دروازے پر لا رہا ہے۔ اور یہ پنڈت نہرو کی اس پالیسی کے خلاف ہے جس میں وہ یہ چاہتے ہیں کہ جنگ کو ہمیشہ

دور رکھا جائے۔ اس وجہ سے ہم اس پیکٹ کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ بنڈت نہرو کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ کبھی جنگ نہ ہو اور اگر خداخواستہ جنگ ہو بھی تو کم از کم ایک ہلاک ایسا رہے جو اپنی قوت جنگ کو روکنے میں صرف کرتا رہے۔ اور امن و امان کی کوشش کرے۔ لیکن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ جنگ کا اڈہ ایشیا ہوگا یورپ نہ ہوگا اس پیکٹ کے دوسرے اثرات یہ ہو رہے ہیں کہ ایشیائی ممالک میں آپس میں ایک دوسرے میں اختلافات بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں نے واقعات کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی واقف ہوں گے کہ مسئلہ کشمیر پر اس پیکٹ کا کیا اثر ہوگا۔ پاکستان کا جو معاہدہ ہوا ہے اس میں عراق اور ایران شریک ہو سکتے ہیں۔ مصر شریک نہیں ہو سکتا۔ عرب ممالک اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ گو ہم دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا نہیں چاہتے لیکن اس کا پس منظر سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اسرائیل کی حکومت کا جو قیام عمل میں آیا ہے اس کو ترکی نے تسلیم کیا۔ عرب ممالک اس کے مخالف ہیں تو کسی طرح اسکی توقع نہیں کی جاسکتی کہ عرب ممالک ترکی سے مل سکیں گے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مصر کے سامنے نہرو سویز کا سوال ہے اور وہ بھی اس پیکٹ میں اس طرح شریک نہیں ہو سکتا۔ اس طرح یہ ممالک اپنے آپ کو دو گروپس میں منقسم پاتے ہیں۔ اب سوال یہ سامنے آتا ہے کہ اس مخالفت کی وجہ سے اس کو کس طرح روکیں۔ ہم سے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اندرونی معاملہ ہے آپ کیوں مداخلت کرتے ہیں۔ آپ کو اپنی مرضی سے کوئی بھی معاہدہ کرنے کا اختیار ہے لیکن پنڈت نہرو نے اس سلسلے میں بڑی مزے کی بات کہی ہے کہ ہاں آپ آزاد ہیں جو چاہے کیجئے لیکن ہم بھی تو آزاد ہیں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں اظہار خیال کی تو آزادی دیجئے۔ ہم جو برا کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اثرات بالواسطہ یا بلا واسطہ ہندوستان پر پڑنے والے ہیں اس وجہ سے ہم مخالفت کر رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ خود پاکستان کے عوام نے اس پیکٹ کو کس نگاہ سے دیکھا ہے۔ وہاں پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے معزز لیڈر نے اس پیکٹ کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے مجھے یقین ہے کہ آنریبل ممبرس نے انہیں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ میان افتخار الدین نے یہاں تک کہہ دیا کہ اس پیکٹ سے اندیشہ ہے کہ پاکستان امریکہ کی ایک کالونی بن جائیگا۔ اگر ہم ہندوستانی ایسی باتیں کہیں تو کہا جاتا ہے کہ اندرونی معاملات میں کیوں دخل دیا جا رہا ہے۔ دوسرے اخبارات میں بھی اس سلسلے میں تنقیدیں ہوئی ہیں۔ مینچسٹر گارڈین (Manchester Guardian) نے گذشتہ ایک مہینے قبل اس سلسلے میں ایک ادارہ لکھا تھا۔ اس میں اس نے ایسے خیالات ظاہر کیے ہیں گویا دیوار ہوئی لی ہے جو ادھر بھی کود سکتی ہے اودھر بھی کود سکتی ہے۔ ایک مزے کی بات اس نے لکھی ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی صاحب کی نیک نیتی پر تو کسی کو شبہ نہیں پڑے اچھے آدمی ہیں۔ نہرو صاحب کو بڑا بھائی کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کیا ذمہ داری ہے کہ محمد علی صاحب ہی وزارت عظمیٰ پر رہینگے یہ ادارہ اس نے اس

وقت لکھا تھا جب کہ مشرق بنگال کے نئے نئے سامنے نہ آئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹائیس آف انڈو نیشیا نے بھی اس بیکٹ پر تنقید کی ہے۔ اس کا ایک جملہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں اس نے لکھا تھا کہ جنگ کے بعد ایشیا کی سب سے بڑی شکست اگر کوئی ہے تو وہ یہی پیکٹ ہے۔ میرے کہنے کا منشا یہ ہے کہ اس پیکٹ کی وجہ ایک انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ اور تمام ممالک اس سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ ان واقعات سے کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں اور اب تو اس پیکٹ کی تمام تفصیلات اور کلارز سامنے آچکے ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔ یہ بیجا نہوگا اگر میں اس موقع پر یہ بیان کر دوں کہ بعض جماعتیں اس امر کی کوشش کر رہی ہیں کہ یہاں اس بہانے سے ایک طرف فرقہ وارانہ منافرت کی فضا بھیلائی جائے۔ کبھی کبھی کسی تقریر میں یہ طعنہ سننے میں آتا ہے۔ اور یہاں کی مائینارٹیز کی لائیلی پر شبہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ممبر اس پیکٹ کی مخالفت بھی کرتے ہیں تو ان کی نیت پر شبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کسی مصلحت کی بناء پر وہ مخالفت کر رہے ہیں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ کسی ملک کی خارجی پالیسی پر غور کرنے کا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ اختلافات تو سیاسی پارٹیوں میں ہوتے ہیں اور ہوں گے۔ اور وہ صحت کی دلیل ہیں۔ لیکن جہاں تک خارجی پالیسی کا سوال ہے اس سلسلے میں تمام پارٹیاں ایک ہو جاتی ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ان جذبات کو جو ہاؤس کے اس جانب کے آئریبل ممبر نے ظاہر کئے شبہ کی نظر سے نہیں دیکھتے جب پورے ملک کی آزادی خطرہ میں ہوتی ہے تو سب کو متحد ہو کر کام کرنا چاہیے اور یہی اصل ڈیموکریسی ہے۔ یہاں یہ مثال دینے کی ضرورت نہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں بھی اندرونی طور پر اختلافات ہیں لیکن جب ان ملک کی خود اپنی آزادی خطرہ میں نظر آتی ہے تو وہ اپنے اندرونی اختلافات کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ان واقعات کو آؤ بنا کر ان ہیلتی (Un-healthy) جذبات کو ابھارنے کی کوشش نہ کی جانی چاہئے۔ بلکہ صحیح نقطہ نظر اختیار کیا جائے۔ عوام میں ان واقعات کے مضمرات کو صحیح طور پر واضح کیا جائے۔ نہ یہ کہ اس موقع پر اپنی دلی بھڑاس نکالی جائے اور سچویشن (Situation) کو ایکسپلائیٹ (Exploit) کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو یہ بتلایا جائے کہ ہمیں یہ خطرہ ہے۔ اور اس کی مدافعت کا یہ طریقہ ہے۔ یہ سوال سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے۔

میں آخر میں اسی اخبار ٹائیز آف انڈو نیشیا کا جس کا میں نے حوالہ دیا ہے خیال دہرا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اس پیکٹ کو آخری جنگ کے بعد ایشیا کی سب سے بڑی ہسپائی سمجھتے ہیں۔ شکریہ۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ (کریم نگر) امریکہ اور پاکستان کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے ظاہر ہے کہ اس سے نقصان ہونے والا ہے۔ ٹریبیون ڈی نیشنس (Tribune de nations) جو فرانس کا ایک ویکلی ہے اس نے اسی وقت

جبکہ پاکستان یہ انکار کر رہا تھا کہ ہم نے کوئی مدد حاصل نہیں کی ہے اس لئے اس امداد کی تفصیلات بتلائی نہیں جاسکتی یہ بتایا تھا کہ امریکہ پاکستان کو ۲۰ ہزار لاکھ ڈالرس کی امداد دیگا اور یہ امداد ہتیار - بمبار - اور ہوائی جہازوں کی شکل میں ہوگی۔ یہ ۴۰۰ ٹینکس تین ہزار پلینس اور ۱۷ ڈسٹرائرس پر مشتمل ہوگی علاوہ اس کے نو لاکھ آرٹلری کے لئے ہتیار دئے جائیں گے اور ان کی ٹریننگ امریکن اکسپرس کے ذریعہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ مدد مفت تو نہیں دی جائیگی۔ بلکہ اس کے لئے پاکستان کی آزادی رهن رکھی جائیگی۔ پاکستان کے ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کئے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسٹیر ایجک کمیونیکیشنس (Strategic communications) مواصلات بھی امریکہ کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ پاکستان کے کسی اسپوکسمن (Spokesman)

یا وزیر نے اس کی تردید اب تک نہیں کی۔ یہ جس نے فیکرس بتلایا ہے اخبار وہاں کافی اہمیت رکھتا ہے جس طرح انڈیا میں پی۔ ٹی۔ آئی غیر معمولی ایجنسی سمجھی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم سمجھ سکتے ہیں جو فیکرس میں نے ہاؤس کے سامنے رکھے ہیں وہ غلط نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ امریکہ یہ چیزیں دیکر جو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ کیا ہے اور اس کی غرض کیا ہے۔ اس سے پہلے آنریبل ممبر نے جن باتوں کا اظہار کیا ہے میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔ چند ایسی باتیں ہیں جن کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ امریکہ کی بنیاد پالیسی کی زد میں کئی ممالک ابھی تک آگئے ہیں اور کئی آ رہے ہیں اوس نے کچھ اس قسم کی پالیسی اختیار کر رکھا ہے کہ جس کی وجہ سے کئی ملک اوس کے زیر اثر آگئے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں بعض سامراجی کنٹریز بھی اپنی ہار مان بیٹھے ہیں۔ انگلینڈ پر معاشی امداد کے نام سے اثر قائم کر لیا گیا ہے اور اٹلانٹک پیکٹ کے ذریعہ کئی ممالک کے اطراف ایک جال بچھا دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جگہ وہ ناکام بھی ہوئے مثلاً چائینا اور انڈیا۔ لیکن بہت سی جگہوں پر وہ چھا گئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا پر قبضہ کریں۔ اور دنیا بھر کے مائینس اور آئیل سیڈس حاصل کریں۔ مارکٹ پر قبضہ کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ امریکہ اور پاکستان کے پیکٹ کی بیسس (Basis) کیا ہیں وہ بتاؤں۔ امریکہ جب انڈیا کو اپنے اثر میں نہ لاسکا تو انکی نظر پاکستان کی طرف جا پڑی جو ایک کمزور کنٹری ہے۔ پاکستان کو آہستہ آہستہ پھانس لیا گیا۔

مڈل اینڈ، نیر ایسٹرن کنٹریز (Middle & Near Eastern Countries) بحیرہ روم اور اس کے اطراف کے تین براعظم آفریقہ - ایشیا اور یورپ یہ تینوں براعظم جو ان کے اطراف لگے ہوئے ہیں ان میں وہ اپنے اٹے جانا چاہتے ہیں۔ ملٹری اٹے ہوائی اٹے اور بحری اٹے حاصل کر کے وہ چاہتے ہیں کہ سارے ایشیا پر اپنا قبضہ جائیں۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے کنٹریز کی آزادی کو ابھی تک سلب کر چکے ہیں برطانیہ - عرب - میڈیٹیرین - اینڈ ایران پارٹ آف انڈین اوशन (Part of Indian Ocean) اٹلی - لیبیا - ترکی - سیرینیکا -

سرحدی عربیہ - سیریا ان تمام ممالک کو آہستہ آہستہ امریکہ اپنے قبضہ میں لے چکا ہے۔ لیکن اڈیا نے صاف صاف بتلا دیا ہے کہ تمہاری یہ جالیں کامیاب نہیں ہو سکتی تو اس کے بعد اس نے پاکستان پر اپنا قبضہ جانے کی کوشش کی کیونکہ اس طرح سے تب صراحت بالا وہ تینوں براعظموں پر قبضہ جانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے تحت اس نے پاکستان کو اپنے قبضہ میں لینا چاہا۔ یہاں مجھے انک بات یہ عرض کرنی ہے کہ روم میں جب رومنس (Romans) کی حکومت تھی تو اس وقت کہا جاتا تھا کہ امن کو قائم کرنا ہے اس لئے جنگ کی جائے۔ ”افیووانٹ پس پرییر فار وار“ (If you want peace prepare for war) چنانچہ بہت دنوں تک رومنس لڑائیاں لڑتے رہے۔ اتنا لڑے کہ شاید کوئی دوسری قوم نہ لڑی ہوگی۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا کہ صدیوں کی لڑائی کے بعد آج ان کا نام و نشان تک باقی نہیں ہے۔ اوسی طریقہ کو امریکہ بھی اختیار کرنا چاہتا ہے کہ امن قائم کرنا ہے تو زیادہ سے زیادہ ایٹم بم بنائے جائیں۔ زیادہ سے زیادہ ہائیڈروجن بم بنائے جائیں اور اس طرح سے دنیا کو دبانے کی کوشش کی جائے۔ ایولن اچھی طرح جانتا ہے کہ ”ہسٹری ریشس“، تاریخ اپنے آپ کو دھرا رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ امن کے نام پر جنگ پھیلانے کی کوشش کی جائیگی۔ تو میں کہوں گا کہ رومنس کی طرح امریکہ کا بھی وہی حشر ہوگا۔ امریکہ ہندوستان کو دبانے کی کوشش کیوں کر رہا ہے۔ پنڈت نہرو کی پالیسی کیا ہے۔ پنڈت نہرو نے صاف صاف طور پر بتایا ہے کہ امریکہ کو ہندوستان کے خلاف ہر چال میں ناکامی ہوگی۔ یہاں کے ایم۔ پی۔ (M.Ps.) اور ایم۔ ایل۔ ایز (M.L.As.) سے انہوں نے صاف صاف کہا ہے کہ خبردار آپ کدھر جارہے ہیں۔ امریکہ اور پاکستان کو دیکھ کر آپ کو اپنی آنکھیں کھول لینی چاہئیں۔ امریکہ کی پالیسی باوجودیکہ ہندوستان میں فیل ہو چکی ہے لیکن وہ کیا کر رہے ہیں اس کو ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

ابھی ایک سوال کے جواب میں چیف منسٹر صاحب نے مشنریز کے بارے میں کہا۔ میں کہوں گا کہ ملک میں (۵۰) فیصد مشنریز امریکہ کے ہیں اور انگلینڈ و ڈنمارک ملا کر تو انکی تعداد (۹۰) فیصد ہو جاتی ہے۔ جو یہاں اس طرح کام کر رہی ہیں کہ عوام میں فتنہ کالس کو تیار کیا جائے۔ ۲۴۔ فروری سنہ ۵۳ کو (۴۷۵) امریکنس بمبئی آئے۔ سنہ ۵۱ میں (۱۸۰۰) سنہ ۵۲ میں (۲۳۴۵۶) امریکنس ہندوستان آئے ہیں۔ کئی ناموں سے وہ آرہے ہیں۔ اکسپرٹس (Experts) (Technicians) ایجوکیشنسٹ (Educationists) وغیرہ وغیرہ اور ان کو ہر جگہ پھرنے کی آزادی یہاں حاصل ہے۔ جب ان کو یہاں آزادی سے پھرنے کی اجازت ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہاں کی امپارٹنٹ چیزیں۔ اہم مواد نقشے۔ فیکٹریز۔ فوٹوز وغیرہ لیکر جائینگے اور پاکستان کی پبلک کو غلام بنا کر ہندوستان پر حملہ کرنے کی چالبازی کریں گے۔ وہ اس مقصد سے آرہے ہیں۔ انکا

مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کو خطرے میں ڈالا جائے۔ اور تھوڑی بہت جو آزادی ہے اسکو بھی ختم کر دیا جائے۔ ایشیا پر $\frac{3}{4}$ حد تک تو قبضہ کرچکے ہیں اب صرف انڈیا باقی ہے اس لئے اس کی آزادی کو پامال کرنے کے لئے وہ یہ ساری کارگزاریاں کر رہے ہیں۔ ایوان اچھی طرح جانتا ہے کہ انڈو چائینا چار پانچ سال سے اپنی آزادی کے لئے لڑ رہا ہے۔ وہاں بھی امریکہ فرانس کی حمایت کر کے لڑ رہا ہے اور فرنچ کالونیز یہاں قائم ہیں۔ کوریا کے تعلق سے بھی امریکہ کا مقصد یہی تھا کہ وہاں اپنی پسند کی حکومت قائم کی جائے۔ اس طرح ڈالر کے زور پر وہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا پر اپنا قبضہ جائے۔ چائنا کے ضمن میں یہ بار بار امریکہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اس کا ہاتھ انڈو چائینا میں ہے مگر ایسا نہیں اگر وہ چاہتا تو دو دنوں میں انڈو چائینا سے سامراجی فوجوں کو بھگسکتا تھا جنگ باز امریکہ سوائے جنگ کے اور کیا کریگا اگر ایسا نہ کرے تو اس کے ہتیار کے کارخانے بیکار ہو جائیں گے۔ اوس کو دولت کمانا ہے۔ اور اس غرض سے بھی ہرجگہ ایسی چالیں چلی جا رہی ہیں۔ اور انڈو چائینا بھی ان چالوں کا شکار بنا ہوا ہے۔ پہلے تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم مدد نہیں دے رہے ہیں۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کو مجبوراً مدد دینا پڑیگا۔ ان باتوں سے ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ ایک دن انڈو چائینا میں امریکہ ڈائریکٹ ایکشن (Direct action) بھی لیگا۔ عوامی قوت کو دبائے کے لئے کمیونیزم کا نام لیکر دوسرے ممالک پر حملے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن اس کے عوام بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ بنیا امریکہ کی چالبازیاں کئی مرتبہ ہمارے سامنے آچکی ہیں۔ پارلیمنٹ میں پنٹت نہرو نے اخبارات کے تراشوں کو پڑھتے ہوئے بتایا کہ ”امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر والٹر رابرٹسن نے ۲۶ فروری کو امریکی کانگریس میں کہا تھا کہ امریکہ کو اس وقت تک ایشیا پر اپنا تسلط برقرار رکھنا چاہیئے جب تک کہ کمیونسٹ چین میں اندرونی طور پر انتشار نہیں پیدا ہو جاتا۔ انہوں نے دوسرا حوالہ پیش کرتے ہوئے مزید بتایا کہ مسٹر رابرٹسن نے یہ بھی کہا تھا کہ امریکہ کو ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیئے جس سے ایشیا پر ہماری طاقت حاوی رہے۔ پنٹت نہرو نے کہا کہ چاہے یہ امریکی تسلط کا طریقہ کار ہو یا کھلم کھلا حکمرانی۔ بات بہر حال ایک ہی ہے۔ ایشیا کے ممالک خاص طور پر ہندوستان اس پالیسی کو قبول نہیں کر سکتے اور کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی دوسرا ملک ان پر حکمرانی کرے۔“

یہ ہیں ایشیا پر اپنا قبضہ چاہنے کی چالیں۔ اور جب ضرورت ہو امریکہ ایشیا کا نام لے لیتا ہے۔ کمیونیزم کا نام لیتا ہے ان ناموں سے ایشیا کے ممالک کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ میں کچھ تفصیلی طور پر کہنا چاہتا تھا لیکن وقت نہیں ہے۔

اب میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ ایشیا کے ممالک امریکہ کی ان چالبازیوں کو

کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ ہندوستان تو خیر اچھی طرح جانتا ہی ہے۔ لیکن دوسرے ممالک کا کیا خیال ہے میں چند مثالیں دیکر بتانا چاہتا ہوں۔ افغانستان - برما - انڈونیشیا - ایبٹ (مصر) - سیلون - نیپال - چائینا - ریشیا - مڈل ایسٹ کنٹریز - انڈیا نے صاف طور پر اس پیکٹ کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پاکستان کے عوام بھی اسکے خلاف اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک کے مختلف اخبارات بھی اس کے خلاف آواز بلند کر چکے ہیں۔ مثلاً ”آئین“، افغانستان ”برمن“، برما - دی سیلون آبرور - ”آبادی“، انڈونیشیا ”المصری“، ایبٹ - ان کے علاوہ پاکستان کے کئی اخبارات ہیں۔ جنہوں نے اس پیکٹ کے خلاف آرٹیکل لکھے ہیں۔ ایشیاء کے لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر اس پیکٹ کو قبول کر لیا جائے تو دنیا میں ایک تیسری جنگ کا امکان پیدا ہو جائیگا۔ خود پاکستان اور مشرقی پاکستان کے عوام (سوا چند مسلم لیگیوں کے مثلاً محمد علی اینڈ کمپنی) کیا کہہ رہے ہیں بلکہ بہت سے مسلم لیگیوں نے بھی اس پیکٹ کے خلاف تقریریں کی ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہاں کے عوام اس کے خلاف متحد ہو رہے ہیں۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ہمیں ہندت نہرو کی پالیسی کے مطابق عوام کو متحد کرنا چاہیئے۔ صرف حکومت کے کٹھنوں پر یہ بار چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے۔ کانگریس پارٹی - کمیونسٹ پارٹی اور تمام پارٹیاں متحدہ طور پر عوام کو اس سے آگاہ کریں کہ جو مصیبت نازل ہونے والی ہے اور ایشیاء جس طرح جنگ کا مرکز بننے والا ہے اس وقت ہمیں متحدہ طور پر کس طرح کام کرنا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ ایک متحدہ محاذ بنائیں جس طرح پاکستان میں بنایا گیا ہے۔ ورنہ اس کا اندیشہ ہے کہ امریکی سامراج اپنی چالبازیوں سے ایشیاء کے اس کو تباہ و برباد کر دے۔ (گھنٹی بجائی گئی) اتنا عرض کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ وقت نہیں ہے۔ اگر چیکہ مجھے اور بھی کچھ کہنا تھا۔ لیکن تنگی وقت کی وجہ سے ختم کرتا ہوں۔

Shri R. B. Deshpande (Pathri) : Sir, before beginning my speech, I would very much like to offer my thanks to almost all the hon. Members of the Opposition.

Even in stormy seas, it is but natural there should be peace spots; and this reminds me of the beautiful story of Mahabharata. It is rather opportune to mention about it here now. As all hon. Members fully know, about 5 to 6 thousand years back, a famous battle was fought between the Pandavas on the one side and the Kauravas, on the other. I do not want to go into the details of that battle. One important point I wish to tell the House in this connection is that it is said of Udhistara, the eldest brother of the Pandavas, also called Dharmaraja, that he used to tell people that as against an external danger they were all

one-meaning the five Pandavas and the hundred Kauravas—but, in the face of an internal quarrel, they were divided—five against hundred. What Dharmaraja told some thousands of years ago, applies to us today. I am very glad to see that both the parties in the House—the Treasury Benches and the Opposition Benches—have unanimously agreed to present a united protest against the Pak-American Military Pact—the subject-matter of the resolution, now being discussed.

Sir, I have heard till now several speeches made on the subject some of the speeches were ambiguous, and some, definite and plain : in some of the speeches, there was a taunt as well. The hon. Member from Osmanabad, if I am not mistaken has said that taunt. It is said “habit is the second nature.” While paying compliments to the Government in general for taking precautions for the safety and security of the people, he used the word ‘monopoly’. That was how I heard him; and if I am mistaken, I wish to be corrected. I should emphatically say that it is the Congress Government alone that could claim the privilege of maintaining peace throughout the land and no other Government is in a position to undertake that heavy responsibility today. I wish the hon. Member should take back his words, if at all he had used them.

Sir, on the last occasion, I happened to hear some of the learned speeches on both sides. The speech of the hon. Member from Secunderabad was at a very high level. But even he was not clear on some points. I expected he would be clear on certain points and God alone knows the reason why he was not clear. Another hon. Member from this side, Shri Konda Laxman—his constituency, I do not remember—made references to Communists and Russia; but in his speech also there was something clicking in the throat and nothing definite came out. I was wondering why they kept certain points indefinite.

Shri Annaji Rao Gavane : The hon. Member my please make it clear now.

Shri R.B. Deshpande : That is why I am standing before this August House.

I am not concerned with what Russia would do or would not do. As the hon. Member from Secunderabad said, we should not mix the domestic problems with the foreign affairs. America may have got her own views, her own ambitions, while Russia may have, in her turn, her own views and ambitions. My plain question at the present moment is : What is it that compelled Pakistan to accept the reported Military aid from America ? That is my plain question. Has Pakistan any apprehensions of being attacked by India ? The answer to this is definitely 'no', because, the people of Pakistan were part and parcel of Hindustan and history has made it clear Five or six years ago, Pakistan was in Hindustan. That is why we feel very sorry that Pakistan should commit this blunder of accepting military aid from America, thereby endangering or jeopardizing the security of India as well. If really Pakistan had the fear of being attacked by India, it would no doubt be a wise thing on her part in accepting aid from America; but there is no basis at all for such an apprehension.

My next question is : on this most critical time, what is we should do ? what is our duty ? Though many speeches have been made in the Assembly they did not touch on some salient points. One hon. Member—hon. Member from Partur, if I am not mistaken suggested an amendment to the resolution and he dwelt on the imparting of military education to the youth of the country. The danger from the Hydrogen Bomb is there : the danger from the Atom bomb is there; I read in some papers that Russia too invented bomb—Nitrogen Bomb. All these inventions are going on in the world. In the face of this common danger to the world, I would ask what is our duty ? I should say it is the bounden duty of all the Indians, if at all they are particular for the the safety and security of their dear land, to see that some bold steps are taken. What are those steps ?

Our Prime Minister has clearly stated before the House of People the dangers ahead. I would congratulate him : he has become very practical. He said that every one of us should be prepared to face this common danger. There is no use of making platform speeches such as those which have been made by hon. Members. I wish there should be a perfect awakening throughout the country in the minds of all. Let us make it a point that whenever there is any danger from outside, we are all one without differences of party affiliations

or ideologies, and all of us must be prepared to face that danger united.

Mahatma Gandhi in one of his articles in *Young India* made out the difference between violence and cowardice. Most of the people seem to think that non-violence amounted to not having the courage to face any danger squarely. Whenever there was choice between cowardice on the one hand and violence on the other, Mahatma Gandhi used to prefer the later. During his life-time whenever there were clashes going on in Kashmir whether Pakistan should have it or India should have it and when millions of rupees were spent over that matter supplying large armies in aeroplanes, Mahatma Gandhi used to feel happy to see that there were a large number of soldiers to defend the country. Even Shri Jawaharlal Nehru made it clear in his speeches that it does not mean that he is going to discard the doctrine of non-violence of Mahatma Gandhi. The most important point at this stage is to see that India is prepared to face the danger of foreign forces.

I believe—perhaps, some of you may disagree with me—that this aid which America is going to give Pakistan is going to give us a lot of trouble. American Politicians and Pakistan Politicians also are assuring us that this aid will never be used for any aggressive design on India. But some people in Pakistan itself believe that this aid is a great danger to India and they apprehend that Pakistan may use this aid in the matter of subjugation of Kashmir. Russia has time and again registered its protest against the American aid to Pakistan, and the Editor of 'DAWN' has made a pertinent criticism on the Russian protest against the Pak-American Military Aid. In one word, he called the protest as 'rubbish'. Many statements were made in Pakistan to declare jihad against India. All these things show that Pakistan has not got a good motive in accepting this aid.

America has had her own views and ambitions. So to Russia. But at present Russia is afraid of America. From information collected from the newspapers, it would appear there are 80 bases all the world over for America and it is quite likely that within a short time the whole of Russia may be cardoned off by America. This is a fear that Russia is entertaining about America.

Mr. Speaker : Sir, in the context of the trend of events, our present duty is to see that we are all united. I am quite sure that America does not want to throw the Hydrogen Bomb or the Atom Bomb on India, because America wants to establish and continue friendly relations with India. India has got a place in the comity of world affairs now. India is being looked to and respected by the whole World. India is pursuing an independent foreign policy,—styled by one as the neutral policy which has attracted the attention of the whole world. As such, I am sure there is absolutely no fear of an aggressive design by America. If at all there should be any necessity of fighting, it will be in connection with Kashmir.

That is why, Mr. Speaker, Sir, I stress, there should be an awakening for unity through out the length and breadth of India. We should be prepared to face the danger that is looming over the horizon, at any cost. We must not forget that the independence which we have attained after a hard struggle is very precious. As I said, it is very easy to gain money, but it is very difficult to expend it carefully. We should inculcate the spirit and importance of independence on the minds of all citizens of India.

In this connection, I am reminded of a book called "*the Independence of Philippines*" which I happened to come across when I was in the Central Jail, Aurangabad. In that book, it is stated that during the fight for freedom the Ruling party in Phillipines sentenced to death a very great national leader. The nature of the punishment was that he should be shot, and while being shot he must stand with his back towards the bullet. Just at the moment, when he was about to be shot, a young girl happend to come over there and addressed him thus : "Well, gentleman, I would like to marry you." He replied : "Well, I am going to be killed in a moments' time. What is the use of marrying me ? You can very well find a better man who will live longer in this world." The girl retorted : "The reason why I want to marry you is that, after your death, people will look at me and say : 'Here is the girl, the widow who married that famous national leader, who sacrificed his very life for the sake of his country.' Secondly, I shall consider it a proud privilege in being called a widow ; and my life will be far better than the life enjoyed by a slavish queen sitting on the throne in a slave country." What I mean to emphasise is that we must be prepared for all eventualities,

and we must face the danger courageously. Then only, we shall be fit to be called the true sons of India. In this connection, I cannot help quoting a fine sentence from the famous poem named "Horatious and the Bridge" written by Lord Macaulay: There, the hero says as follows:

"To every man upon this earth, death cometh, soon or late. How can man die better than facing fearful odds for the ashes of his fathers and the temples of his Gods."

These famous words must ever remain in our memory. We, young men and women all over India, must be prepared to sacrifice our very lives, should any emergency take place. Let us fervently hope and trust that no such occasion will arise, because of India's neutral policy. It is India's special responsibility to avert a world conflagration. If our dear Prime Minister, Jawaharlal Nehru, had not played such a dynamic role in world affairs, I am sure, there would have been another World War, and most of the precious lives in the world would have been lost and there would have been complete destruction and annihilation through out the world. We must be proud that we have got great leaders in our country like Jawaharlal Nehru.

I should only conclude by exhorting one and all to extend maximum support to our Government, Thank you.

The House adjourned for Recess till Half Past Five of the Clock.

The House re-assembled after Recess at Half Past Five of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR.]

شری مادھو راؤ نرلیکر (ہنگولی - محفوظ) - مسٹر اسپیکر سر - گذشتہ ۷ مارچ سے ایوان کے سامنے ایک اہم مسئلہ رزلوشن کی صورت میں پیش ہے اور اس پر کافی بحث و مباحث ہوئے ہیں۔ پاکستان اور امریکہ کے مابین جو فوجی معاہدہ ہوا ہے اس کے متعلق ہدیش کے بڑے بڑے نیتاؤں نے اور مختلف سیاسی پارٹیوں نے اپنے اپنے خیالات اور پالیسی کا اظہار کیا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ کانگریس پارٹی کی جانب سے بھی حکومت

کی جانب سے ہمارے ملک کے وزیر اعظم بنڈت جواہر لعل نہرو نے اس نر کافی احتجاج ملک کے گوشہ گوشہ میں کیا ہے۔ یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں ملک کے کسی بھی فرد نے اب تک کس طرح بھی اختلاف کا اظہار نہیں کیا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ مختلف سیاسی پارٹیوں اور حکومتی پارٹی کے نقطہ نظر میں اختلاف ہو۔ جیسا کہ اس جانب کے آنریبل ممبرس نے اپنی تقریر کو جاری رکھنے ہوئے ان چیزوں کو دہرایا کہ ملک میں ابھی بیروزگاری ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملک میں ابھی فرقہ واریت ہے میں اس میں مزید اضافہ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ملک میں ابھی چھوٹ چھپا بھی ہے جسکو دور کرنے کی بیحد ضرورت ہے۔ اس طرح ملک کے جو اندرونی مسائل اس وہ ملک کے حالات کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں ایک نیشن (Nation) بنانے سے روک رہے ہیں۔ ان حالات میں جب ہم اس معاہدہ پر غور کرتے ہیں تو انکی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ ہمیں اس فوجی معاہدہ کے متعلق بھی سوچنا ضروری ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ ہمارے ملک کا درہاگہ ہے کہ آج بھی ہمارے ملک میں ۱۹۷۲ قومیں ہیں جن میں سے ہر ایک قوم اپنے آپ کو ترجیح دیتی ہے اور ایک انسان دوسرے انسان کو اپنے سے نیچ سمجھتا ہے۔ یہ جو خراب ذہنیت آج بھی دینش میں ہے اس زمانہ میں اس سے نمٹنا ضروری ہو گیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ایک قوم دوسری قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دیتی ہے۔ بلکہ مختلف سیاسی پارٹیاں ہیں جو اپنے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کام کر رہی ہیں جس سے ملک کو اور بھی زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ میں اس موقع پر یہ ضرور کہوں گا کہ چند ایسے سیاسی ادارے بھی ہیں جو اپنے آپ کو اس ڈھانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں جسکو قوم نہیں چاہتی۔ مثال کے طور پر ہندو سماج سبھا کو لیجئے انہوں نے فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ اسے مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ کام کیا اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمارے ملک کے مسائل کو حل کرنے میں روڑے اٹکائے۔ اس لئے ایسے اداروں کو بھی ملک میں ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے بھی پاکستان اور امریکہ میں جو فوجی معاہدہ ہوا اس پر احتجاج کیا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے ملک میں بسنے والوں کی اکثریت میں جو اختلافات پیدا کئے اور اقلیتی طبقہ میں جو وحشت پھیلانے کی کوشش کی ہے اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں اکثریت اور اقلیت دونوں کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے وہ ملک زیادہ پھل پھول نہیں سکتا۔ یہاں میں دیکھتا ہوں کہ جب ایک چھوٹا سا مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے مثال کے طور پر کسی ملازمت کا معاملہ ہوتا ہے تو مستحق لوگوں کے بجائے یہ موقع غیر مستحق کو دیا جاتا ہے۔ میں یہ اس لئے دہرا رہا ہوں کہ جب ہم پاکستان اور امریکہ کے معاہدہ کے خلاف احتجاج کرتے ہیں تو ہمیں اپنے اندرون مسائل بھی حل کرنے کی ضرورت ہے۔ آج تمام سیاسی پارٹیوں نے یہ بتلادیا ہے کہ ہم اپنی آزادی کو کبھی متاثر ہونے نہ دینگے اور اسی معاہدہ کا منہ ٹوڑا۔ اب دینگے

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں چھوٹ چھوٹے لوگوں سے جانوروں جیسا جنگلی پن کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اسکو نکالنا چاہئے۔ اس معاہدے کے پیچھے بہت بڑا راز ہے۔ لیکن اس مسئلہ پر ہمیں اپنے اختلافات کو انک رکھتے ہوئے محض ایک ہندوستانی کی حیثیت سے سوچنا چاہئے۔ پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی نے اپنے بیانات میں یہ کہا ہے کہ ہم اپنے ملک کو مستحکم کرنے کے لئے یہ معاہدہ کر رہے ہیں تو اس سے ہندوستان کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارا ایک پڑوسی ملک ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس پر غور کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمارا ایک مکان ہے ہمارے پڑوس میں ہمارا ایک بھائی رہتا ہے جو اپنے مکان کو آگ لگانا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس بھائی کو اپنے مکان کو آگ لگانے سے روکنا چاہئے تاکہ کہیں ہمارا مکان بھی اس آگ سے نہ جل جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا مکان بھی محفوظ رہے۔ ہندوستان کی یہ پالیسی جو پنڈت نہرو نے ظاہر کی اس پر احتجاج کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ انکے اندرونی معاملات میں کیوں دخل دیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے نیناؤں نے دیکھا کہ انہوں نے کشمیر پر حملہ کیا ہے تو کشمیر کی آزادی کو بچانے کے لئے ہندوستان نے کشمیر کی مدد کی۔ لیکن اس کو اڑبنا کر فوجی امداد حاصل کی گئی۔ ہمنے تو محض کشمیر کے عوام کے حقوق کی حفاظت کی۔ ہندوستان نے کوریا میں اپنی فوج بھیج کر شانتی قائم کرنے کی کوشش کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستان کے داخلی معاملے میں کوئی دخل نہیں دیا جا رہا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جس طرح پاکستان نے امداد لیکر اپنی آرتھک حالت کو سدھا رنے کی کوشش کی ہے اسی طرح ہمیں بھی امداد حاصل کرنا چاہئے۔ لیکن میں صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کو امریکی امداد رقم کی صورت میں ملی بلکہ فوج۔ بم۔ ٹینکس اور ہوائی جہازوں کی صورت میں یہ امداد ملی۔ کیا یہ ایشیاء کے دوسرے ممالک کی آزادی کو متاثر کرنا نہیں ہے۔ چنانچہ پاکستان کے عوام نے اس عمل کے خلاف صاف طور پر فیصلہ دیدیا اور مشرق پاکستان میں الیکشن میں پاکستان کی حکومت کے اس روئے کا نتیجہ سامنے آ گیا۔ ایسی صورت میں جبکہ معاہدہ عمل میں آچکا ہے ہندوستانیوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔ مگر ہم میں اختلافات چھوٹ چھوٹے ہیں۔ لیکن جب ہمارے ملک کی آزادی متاثر ہوتی ہے تو ہم کسی صورت میں اسکو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

[Smt. Masuma Begum, Chairman in the Chair]

میں صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان جو اس طرح مدد لیکر مستحکم ہونا چاہتا ہے وہ اس طرح مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے کئی خدشات۔ اندیشے اور پیچیدگیاں پیدا ہونگے۔ وہاں کے عوام خود کہتے ہیں کہ پاکستان امریکہ کا فوجی اڈہ بن چکا ہے۔ جس سے کہ صرف پاکستان بلکہ تمام ایشیائی ممالک کو خطرہ لاحق ہو گیا

ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں سوچنا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان اس معاہدہ کی اسلئے مخالفت کرنا ہے کہ وہ پاکستان کا مخالف ہے۔ یہ غلط ہے۔ جب ایک مرتبہ پاکستان بن چکا ہے تو اس کی مخالفت کرنا قانوناً صحیح نہیں ہو سکتا۔ یا جس طرح ہندو مہا مہیسا یہ سلوگنس (Slogans) دیتی ہے کہ ”ہندوستان ہندوؤں کا ہے“، اس نظریہ سے سوچنا بھی غلط ہے۔ اس کے لئے عوام میں فرقہ واریت کا سرال نہ آنا چاہئے جس طرح ہمنے کزریا کے جنگ کے موقع پر بتا دیا کہ ہمارا مقصد کیا ہے۔ کشمیر میں ہمنے بتا دیا کہ ہم کیوں مدد کر رہے ہیں۔ لیکن امریکہ جو آزاد ملکوں کی آزادی کو متاثر کر رہا ہے اور جو عجیب چال چل رہا ہے تمام سیاسی پارٹیوں نے سکے خلاف احتجاج کیا ہے۔ میں ہاؤس کے آنریبل ممبرس اور خاص طور پر ٹریژری بنچس کے آنریبل ممبرس کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان بعض مسائل میں اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن جب ملک کی آزادی کی حفاظت کا سوال آتا ہے تو سب کو ایک متحدہ محاذ بنا کر اپنی آزادی کی حفاظت کرنا چاہئے جس طرح کہ سنہ ۱۹۴۷ء میں ایک متحدہ محاذ بنا کر سامراجیت کی مخالفت کی گئی۔ اسی طرح اب بھی کسی بھی پارٹی کی سرپرستی میں ایسا محاذ بنایا جاسکتا ہے۔ اس وقت جبکہ ہم آزاد نہ تھے متحدہ محاذ بنا کر انگریزوں کو یہاں سے بھگایا تو آج جبکہ ہم حکومت کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں ایک کامیاب محاذ بنانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اس طرح ہم امریکہ کی چالوں کو یہاں ناکام بنا سکتے ہیں۔

اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्रीमती आशातात्री बाघमारे - (वैजापूर) - अध्यक्ष महोदय, पाक अमेरिका करारावर पुष्कळ बांधवांची भाषणे झालीं. तसेच हा करार झाल्यापामून देशांतील सर्वच वर्तमानपत्रांची सुद्धां निरनिराळे विचार या बाबत व्यक्त केले, आणि आतां स्वातंत्र्या नंतर जबाबदार समजले जाणारे आपण विधान सभेचे सभासद, या करारावर विचार करण्यास बसलेलो आहोत, हा विचार करणे अत्यंत आवश्यक आहे. या कराराचे काय परिणाम होतील याचा विचार आमचे नेते अत्यंत जागरूक राहून करीत आहेत. अतिहास जाणणारे जाणतात कीं अमेरिकेचे राजकारण नेहमी साफ नसते. पहिल्या महायुद्धानंतर विल्सनने राष्ट्रसंघ स्थापन केला, त्यांत जगांतील सर्व देश सामिल झाले, पण अमेरिका मात्र त्यांत आली नाही.

राजकारणांत अेक नीती वापरली जाते केव्हां ती राज्यकर्त्यासाठी चांगली असते, पण विरोधकांसाठी वाअीट असते. ती नीती चांगली कीं वाअीट हे आपण ठरवावयाचे आहे. महाभारतांत श्रीकृष्णाने जी नीती वापरली ती चांगली होती आणि गीतेचे तत्वज्ञान अत्यंत अुच्च दर्जाचे आहे ही गोष्ट सर्वजण मानतात. त्याला कोणी कर्म योग म्हणतात तर कोणी आणखी कांहीं म्हणतात. पण अेक गृहस्थ असे निघाले कीं त्यांच्यामते ”श्रीकृष्णाने अर्जुनाचा रथ नरकांत नेला” गीतेचे तत्वज्ञान अत्यंत अुच्च दर्जाचे आहे असे सर्वसाधारण पणें मानले जात असतांहि असे म्हणणारा

निघालाच. चांगल्या कामालाहि या जगांत नांवे ठेवणारे लोक निघतातच तसेच आमच्या पर-राष्ट्रीय धोरणाला नांवे ठेवणारे सुद्धा आहेत. पण त्याकडे आपण लक्ष देऊ नये. सूर्य वर तळपत असता त्याला तू कां तळपतो म्हणून जर त्याच्यावर कोणी थुंकले तर ती थुंकी थुंकणाराच्याच अंगावर पडते. म्हणून आपण जी नीती ठरविली आहे त्यापासून विचलित होतां कामा नये, व या कराराने आपण भिडून जातां कामा नये. आमचे नेते फार खंबिर आहेत. आम्हाला आज असे नेते लाभले आहेत की ज्यांनी १५० वर्षे येथे रुजलेल्या अंग्रजी साम्राज्याची पाळेमुळे खणून काढलीं, व जो पांढरा हत्ती १५० वर्षे येथे पोसला जात होता त्याला हाकलून लावले ज्या दिवशीं मुंबबीहून ते लोक आपल्या देशाला निघून गेले, आणि आमच्या देशाच्या राज्याची सूत्रे आमच्या हातीं आलीं त्यांच दिवशीं आमच्या नेत्यांचा खंबिरपणा दिसून आला.

आज अमेरिका अेक विशिष्ट प्रकारचे जाळें पसरित आहे, आणि पाकिस्तानला शस्त्रास्त्रें देऊन आमच्यावर दडपण आणण्याचा प्रयत्न करित आहे. पण मला असे सांगावयाचे आहे कीं आज जगांतील सर्व साम्राज्यें नष्ट झालीं आहेत. आणि भारतांतील अंग्रजांचे साम्राज्यसुद्धां गेले आहे. तेव्हां आम्हाला भिण्याचे मुळीच कारण नाहीं. आमच्यावर अमेरिका कोणत्याहि प्रकारचे दडपण आणू शकणार नाहीं. आणि तसे दडपण आणल्यास आम्ही ते कदापी स्वीकारणार नाहीं. कारण आमच्या येथील जनता आतां या पुढे कोणाचेहि दडपण स्वीकारण्यास तयार नाहीं. ज्यावेळीं आमची सत्याग्रहाची मोहीम सुरू होती, आणि आम्हीं अंग्रजांशी शांतीचा लढा देत होतो त्या वेळीं लहान लहान मुली सुद्धां झेंडावंदनास जाऊन लाठ्यांचा मार खात असत. अशा मुली अजूनहि आहेत. आज अमेरिका पाकिस्तानला शस्त्रास्त्रें पुरवून आम्हाला धमक्या देत आहे, पण आम्ही अशा धमक्यांना भीक घालणार नाहीं. आम्हाला महात्मागांधींनी जो धडा दिला आहे तो आम्ही विसरणार नाहीं. सत्याग्रहाच्या वेळीं सरकारने आमच्यावर लाठ्या चालवल्या गोळ्या झाडल्या, पण आमच्या स्वयंसेवकांनीं अिकडचा हात तिकडे अुचलला नाहीं, व आपला लढा शांततेच्या मार्गाने चालूच ठेवला, आणि स्वातंत्र्य मिळविले. म्हणून आतां आम्ही अमेरिकेचेच काय, पण कोणाचेहि कधीहि, गुलाम होणार नाहीं. याचे अेक कारण असे आहे कीं देश जो पर्यंत स्वतंत्र नव्हता तो पर्यंत आम्हाला स्वातंत्र्याची किंमत कळली नव्हती. पण आतां आम्ही स्वातंत्र्य अनुभवले आहे. ते गमवावयाला आम्ही कधीहि तयार होणार नाहीत. अेखाद्या माणसाला कितीहि सांगितले की बाबा साखर फार गोड असते, आणि त्याने जर साखरेची कधी चवच घेतली नसेल तर, त्याला त्याची गोडी काय कळणार ? तसेच आम्ही स्वातंत्र्याचा कधी अनुभव घेतला नसता तर आम्ही कदाचित अमेरिकेच्या मोहाला बळी पडलो असतो. पण आतां त्याची भिती नाही. अमेरिकेची नीती घटोत्कचाची आहे. पण आम्ही त्यांच्या या मर्याबी नीतीला बळी पडणार नाहीत. आमच्यांत आतां तिचा प्रतिकार करण्याची शक्ति आली आहे.

विरोधी पक्षाच्या अेका बांधवाने आतांच देशांतील अंत्यस्थ परिस्थितीचा अुल्लेख करून म्हटले आहे कीं देशांत कांहीं लोकांवर असा अत्याचार होतो, आणि तसां अत्याचार होतो. पण मला असे सांगावयाचे आहे कीं हा जो कलंक आमच्या माथीं आहे तो १५० वर्षां पासून आहे. तो लोकर जाणार नाही. स्वातंत्र्यानंतर आम्ही हा अस्पृश्यतेचा कलंक घालवण्याचा प्रयत्न करित आहोत. मला मान्य आहे कीं या लोकांनां फार त्रास झाला आहे. पण हा रोग फार जुना आहे.

जेंवढा रोग जुना तेवढे जास्त दिवस त्याला औषधी द्यावी लागते. तसेच या वावत आहे. स्वातंत्र्या नंतर सर्वात अधिक सवलती आपणालाच आहेत, आणि त्या तशा मिळाल्या या विचाराची मी आहे. तुमच्या वर अन्याय झाला त्याला आतांचा काळ जबाबदार नाही. माणसाने नेहमी पुढेच न पाहता थोडे मागेहि पाहिले पाहिजे, व मागच्या मग्नाने आज आमची काय परिस्थिती आहे याचा आढावा घेतला पाहिजे. कवि विनायकाने म्हटले आहे की, “पूर्व दिव्य ज्यांचे त्यांना रम्य भावि काल, बोध हाची अतिहासाचा सदा सर्व काळ”, म्हणून आपणालाहि या स्वातंत्र्यांत रम्य भावि काळ मिळेल असे वाटते. अतिहास हा गोल चक्राप्रमाणे फिरत असतो. तेव्हां आपणालाहि चांगला काळ आल्याशिवाय राहणार नाही.

आजचे जे स्वातंत्र्य आहे त्याहि पेशां जास्त व्यक्ति स्वातंत्र्य, लेखन स्वातंत्र्य, आणि भाषण स्वातंत्र्य मिळाले पाहिजे, अशा विचाराची मी आहे. ज्या स्वातंत्र्यांत तोंडावर दगड जातो, ते स्वातंत्र्य कसचे? स्वातंत्र्यांत भाणसाला अनेक प्रकारे आपला अतृप्त करून घेता आला पाहिजे.

अमेरिकेचे आजचे राजकारणाचे घोरण साम्राज्यवादांच्याहि पलीकडे अंक पाहून आहे. अमेरिका कोणत्याहि बाबतींत पुढे न येतां आपल्या पुढे लोकांना अुभे करून त्यांच्या मागून गोळी चालविते. अशी आज अमेरिकेची राजनीति आहे. आज पर्यंत आशीया खंडावर अनेक साम्राज्य वादांनी आपले राज्य चालविले. त्यांत डच, फ्रेंच आणि अंग्रज प्रमुख आहेत. अंग्रज-जांनी बरेच वर्षे आपले राज्य चालविले. पण काळाच्या ओघांत सर्व साम्राज्ये नष्ट झालीं. आज अमेरिका पाकला शस्त्रास्त्रे पुरविण्याचा करार करून आम्हाला भिडवीत आहे. पण आम्ही अशा प्रकारच्या धमक्यांना भिणार नाहीं, व आपले तटस्थतेचे घोरण सोडणार नाहीं. हा आमच्यावर दडपण आणण्याचा अंक प्रकार आहे. दोन माणसे भांडत असली आणि त्यांच्या पैकीं अंक नम्र असला, आणि अंक भांडखोर असला, तर भांडखोर माणूस नम्र माणसावर जोर करतो. पण जर कां नम्र माणसानेहि बाह्या सरसावल्या, तर मात्र तो भांडखोर माणूस नम्रतो. आमच्या पंडित नेहरूंनी हा करार झाल्याच्या पहिल्याच दिवशीं सांगितले कीं, जो देश आपल्या संरक्षणासाठीं दुसऱ्या बलिष्ठ राष्ट्रापासून युद्ध सामुग्री घेतो तो देश फार दिवस स्वतंत्र राहूं शकत नाहीं. त्या दृष्टीने आपल्याला भिण्याचे कांहींच कारण नाहीं. परंतु पाकिस्तान गुलाम होवू लागला, ही गोष्ट सिद्ध झाली. आपल्यालाहि अमेरिकेने कर्ज दिले आहे, आणि आपल्या पंचवार्षिक योजनेंत कांहीं कामासाठीं अमेरिका पैसे आणि तज्ञ पुरवीत आहे. या मिशाने बरेच अमेरिकन लोक आपल्या देशांत येत आहेत. त्यांच्या हालचाली बाबत प्रत्येक माणसाला जागरूक राहिले पाहिजे. त्यांनी आपल्या कामाच्या मिशाने येथे कोणती निति आचरली आहे. त्यावर लक्ष ठेवून वेळ पडल्यास तिचा प्रतिकार केला पाहिजे. हे फक्त सत्ताधारी पक्षाचेच काम नव्हे. या कामांत सर्वच पक्षांनी सारखाच भाग घेतला पाहिजे. स्वातंत्र्य मिळाल्यावर आपण १३ महिने जसे अंक होतो, त्याच प्रमाणे आजहि राजकीय पक्षांनीं अंक होवून आपसांतील मतभेद विसरून, कोणत्याही प्रकारे देश गुलाम होणार नाहीं अेवढी काळजी घेतली पाहिजे. अेवढे बोलून मी आपले भाषण संपविते.

شری ایل - این ریڈی - (وردھنا بیٹہ) - مسٹر اسپیکر سر - ایوان کے سامنے جو رزولوشن پیش کیا گیا ہے وہ حد درجہ اہم ہے کیونکہ پاک امریکی پیکٹ جو ہوا ہے اسکو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے - امریکہ اس پیکٹ کے ذریعہ یہ چاہتا ہے کہ جارہانہ اقدامات کرے اور تیسری عالمی جنگ کو شروع کرے - اسکے لئے اوس نے یہ زبردست قدم آگے بڑھایا ہے - اس لئے ساری دنیا کے عوام آج ہرستان ہیں کہ پاک امریکی پیکٹ سے کیا نتائج برآمد ہونگے - اس پر سارے ایشیا کے عوام نے احتجاج کیا ہے - دنیا میں آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کا دوسرا درجہ ہے - ہندوستان کے قریب پاکستان میں امریکہ کا فوجی اڈہ قائم ہو جائے تو ہندوستان کے لئے بہت خطرناک بات ہوگی - ہم دیکھ رہے ہیں کہ اب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا ہے - یہ مسئلہ یو - این - او میں پیش ہے اور اس کا اب تک تصفیہ نہیں کیا گیا ہے - یو - این - او کی طرف سے جو مبصرین کشمیر میں ہیں دراصل انکا مقصد یہ ہے کہ امریکہ کے لئے جنگی اڈے قائم کریں - وہ اس کے لئے کام کر رہے ہیں - وہ سمجھتے ہیں جنگی اڈے امریکہ کو مل جائیں گے تو یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائیگا - لیکن میں کہوں گا کہ یہ مقصد جلد پورا ہونے والا نہیں ہے - سامراجی ممالک یہ چاہتے ہیں کہ کشمیر کے فوجی اڈے لیں - انکا مقصد یہ ہے کہ - سوشلسٹ ممالک کو برباد کئے بغیر انکی کیا پالیسی اسٹیٹ قائم نہیں رہ سکتی - اس لئے اون پر حملہ کرنا اون کا مقصد ہے - اس لئے کشمیر کے مسئلہ کا تصفیہ ہونے نہیں پاتا اور اس مسئلہ کو تازہ رکھنا چاہتے ہیں - پاکستان کو ملٹری ایڈ اس لئے دی جارہی ہے کہ اس مسئلہ میں انٹر سٹیڈ (Interested) ہے - ہمکو جو اشورنس دیا جا رہا ہے وہ ناقابل بھروسہ ہے - امریکہ کے ذمہ دار آدمی نے بتایا ہے کہ پاکستان یا اس کے حلیف ممالک پر اگر کوئی ملک حملہ کر دے تو پاکستان برابر وہ ہتیار استعمال کر سکتا ہے جو اس پیکٹ کے تحت دئے جائیں گے - اب اس کا تصفیہ کون کریگا کہ کس ملک نے کس ملک پر حملہ کیا ہے - کشمیر پر کس نے جارہانہ اقدام کیا اور کس نے نہیں کیا اس کا تصفیہ کب سے ہو رہا ہے - یو - این - او کا ہمکو تجربہ ہے - لیکن یو - این - او میں کیا تصفیہ ہونے والا ہے وہ بھی ہمکو معلوم ہے - نارٹھ کوریا نے ساوتھ کوریا پر حملہ کیا یا ساوتھ کوریا نے نارٹھ کوریا پر حملہ کیا اس کا تصفیہ جس طرح کیا گیا ہے ہمکو معلوم ہے - جب ہم مختلف طریقوں سے دیکھتے ہیں تو اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ امریکہ جو فوجی اڈے لینا چاہتا ہے وہ ہندوستان کے خلاف استعمال کئے جائیں گے - چنانچہ پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی صاحب نے فرمایا کہ ہمکو پیکٹ اس واسطے کرنا ضروری ہے کہ ہمکو پاکستان پر حملہ کا خطرہ ہے - لیکن یہ خطرہ کس سے ہے وہ نہیں بتایا گیا - اون کا اشارہ عام طور پر ہندوستان کی طرف ہے - ہم اس کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ حقیقت میں ہندوستان کی جانب سے پاکستان کو خطرہ ہے - ہندوستان کی جانب سے یہ آفر (Offer) کیا گیا تھا کہ ”ہم نان اگریسیو پیکٹ“ (Non-aggressive Pact) کرنے کے لئے تیار ہیں - ”جنگ نہیں کریں گے“ پیکٹ کا آفر برابر ہندوستان کی جانب سے کیا جاتا رہا - لیکن پاکستان نے اس کو ٹھکرا دیا - اور اس کو

قبول نہیں کیا۔ اس سے پاکستان کا حقیقت میں منشا کیا ہے؟ یہی ہے کہ امریکہ کی ایڈ کے بل بوتے پر ہندوستان کو ڈرا کر کشمیر ہضم کر جائے۔ پاکستان کو اڈے دینے میں امریکہ کا کیا مقصد ہے۔ یہی ہے کہ چین پر وہاں سے حملہ کیا جاسکے۔ ہندوستان میں تو وہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ اوس کا مین اینڈ میٹریل (Men and material) کافی ہے۔ اس لئے جب تک ہندوستان کی مدد نہ ملے چین کو دبانا ناممکن ہے۔ اس واسطے ہندوستان پر پاکستان کا دباؤ ڈال کر ہندوستان میں ملٹری اڈے قائم کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ اسی پلان پر چل رہا ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ان حالات کے پیش نظر ہمارا یہ ریزولیشن نہایت اہم ہے امریکہ کے جارحانہ مقاصد کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ امریکہ کی پالیسی یہ کہ وہ ایشیا کے لوگوں کو ایشیا کے لوگوں کے خلاف لڑانا چاہتا ہے۔ لیکن اوس کو کوریا اور چائنا میں تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ نارتنہ کوریا کو ہم آنا فنا ختم کر دیں گے لیکن دو سال کے تجربہ نے اوس کو یہ بتا دیا کہ ایشیا کے لوگوں سے لڑنا آسان کام نہیں ہے۔ وہ سمجھ گیا ہے کہ ایشیا کے لوگ جتنے سیمپل (Simple) ہوتے ہیں اتنے لڑا کو بھی ہوتے ہیں۔ ایشیا میں اپنی قوت اور اثر برقرار رکھنے کے لئے وہ ایشیا کے لوگوں کو ایشیا والوں کے خلاف لڑانا چاہتا ہے۔ اپنے کارخانوں سے ہتیار۔ گولہ بارود سپلائی کر کے اوس کے ذریعہ عوام کو کچلنا چاہتا ہے۔ امریکہ کا پاکستان سے معاہدہ اسی پالیسی کی ایک کڑی ہے۔ میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک کو امریکہ سے ایڈ دی جائے تو وہ بلا شرط ہو۔ اگر بلا شرط دی جائے تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن امریکہ کی مدد بھی کبھی بلا شرط ہوتی ہے؟ ہم دنیا کے مختلف واقعات سے نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ دو روز پہلے مسٹر ڈلس نے جو اسٹیٹمنٹ دیا ہے اوس میں کہا گیا ہے کہ انڈوچائنا میں چائنا مداخلت کر رہا ہے اس لئے ہم وہاں مدد دیں گے۔ چنانچہ اوس کے سپاہی ہوائی جہازوں کو گرانے والی توپوں پر کام کر رہے ہیں۔ ہم چائنا کی جنگ میں اس وجہ سے شریک ہو رہے ہیں کہ آئندہ چل کر آزادی کی متحدہ جنگ چلانے کی ذمہ داری لینا پڑیگا۔ امریکہ ایسا کہتا ہے۔ اس کی نسبت مختلف ممالک میں پیشین گوئی کی جا رہی ہے کہ انڈوچائنا میں یو۔ این۔ او کی جانب سے جنگ کا اعلان کیا جائے گا۔ جیسا کہ کوریا کی جنگ کے وقت کیا گیا تھا۔ آج ہم اخباروں میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اس متحدہ ذمہ داری کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انڈوچائنا میں ان لوگوں کو امریکہ کی جانب سے مالی امداد دی جا رہی ہے۔ اور وہ لوگ آزادی حاصل کرنے کی جو کوشش کر رہے ہیں اوس میں مرکاؤٹ ڈالنے کی زبردست سہم چلائی جا رہی ہے۔ آپ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو ملک امریکہ سے امداد حاصل کرتا ہے اگر وہ امریکہ کی مرضی کے موافق نہ چلے تو اوس کا کیا حشر ہو سکتا ہے۔ ہمارے فیئانٹس منسٹر نے اپنی تقریر میں کہا کہ امریکہ کی امداد چند چیزوں کی حد تک استعمال کر سکتے ہیں اور بخوبی استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن آپ آج امریکہ کی ہندوستان میں انکٹیویٹیز دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک

آئریبل ممبر نے بتایا امریکہ کا مشین کس طرح کام کر رہا ہے؟ امریکہ کے فنی ماہرین جو آ رہے ہیں وہ کس طرح کام کر رہے ہیں؟ انٹر نیشنل بینک کے صدر جو قرضہ دینے کے سلسلہ میں یہاں آتے ہیں وہ کس طرح کام کر رہے ہیں؟ وہ یہ بتہ لگا رہے ہیں کہ ہندوستان میں کہاں کہاں فولادی کارخانے ہیں۔ اوس کے ریلوے اسٹیشن کہاں کہاں ہیں۔ نقشہ سامنے رکھ کر پلان سوچتے ہیں۔ امریکہ کا کوئی ماہر آتا ہے تو وہ یہ دیکھتا ہے کہ ویزاگ کے قریب سمندر کی تہ میں کیا چیز ہے۔ وہ دریافت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مختلف ماہرین جو یہاں آ رہے ہیں وہ یہاں کے حصہ قسم کے معلومات حاصل کر کے امریکہ کو بھیجتے ہیں۔ خود گورنمنٹ مشنری میں بھی امریکہ کے ایجنٹس ہیں جو یہاں سے انفرمیشن حاصل کر کے بھیجتے ہیں۔ پاکستان کو بھی جو امریکہ امداد دے رہا ہے اوس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو جنگی پلان میں لایا جائے آپ نے پہلے تو امریکہ پر بھروسہ کیا اور بعد میں جب پاکستان کو امریکہ نے امداد دی تو آپ نے کہا کہ اب وہ کشمیر میں نیوٹرل (Neutral) نہیں رہے۔ آپ اپنے تجربہ کو سامنے رکھتے اور امریکہ کے لوگوں کے متعلق سوچتے۔ جو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں یہاں آ رہے ہیں۔ امریکہ کی مالی مدد بلا مقصد کبھی نہیں ہوتی۔ میں آخر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ امریکہ دنیا کو ڈرا کر اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔ دوسری جنگ کے بعد سے امریکہ کی پالیسی یہی رہی ہے۔ امریکہ کی جانب سے ہیروشیما پر جو ایٹم بم ڈالا گیا وہ کس واسطے ڈالا گیا۔ حالانکہ جاپانی حکومت کی جانب سے یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ ہم ہتیار رکھ دینا چاہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں چاہتے لیکن اس کے باوجود ہیروشیما پر ایٹم بم ڈالا گیا اوس کی وجہ سے کئی ہزار لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اوس کا مقصد یہ بتانا تھا کہ ہمارے پاس اتنے زبردست ہتیار ہیں کہ اگر کوئی چوں چرا کرے گا یا ہمارے خلاف رہے گا تو اوس کا گلا گھونٹ دیں گے۔ اس لئے وہ بم استعمال کیا گیا۔ اوسی طرح آج بھی ہائیڈروجن بم کے اکسپریمنٹس کئے جا رہے ہیں۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ (۲۲۰) میل تک اوس کے اثرات پڑتے ہیں اوس میں جتنے لوگ رہتے ہیں اون کے جسم پر آبلے پڑ جاتے ہیں اور وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کمیشن کے اسٹیٹمنٹ کے مطابق چار ہائیڈروجن بم سے دنیا ستیا ناس ہو سکتی ہے۔ امریکہ دنیا کو ڈرانے کے لئے اس بم کے تجربات کو کر رہا ہے۔ خصوصاً جاپا کافرنس کے عین کچھ عرصہ قبل اس قسم کے تجربات کئے گئے گو امریکہ نے یہ سوچا تھا کہ کوریا جی جنگ میں ایٹم بم استعمال کیا جائے لیکن چونکہ دنیا کی رائے عامہ سختی سے اس کے استعمال کے خلاف تھی اس لئے وہ بم استعمال نہیں کیا جاسکا۔ آج ہائیڈروجن بم کے خلاف بھی ساری دنیا اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ برٹش پارلیمنٹ میں بھی ریزولوشن پیش ہو چکا ہے کہ خطرناک ہتیاروں کو استعمال نہ کرنے کے متعلق گفتگو کی جائے۔ اور چاروں بڑے اس کے متعلق بات چیت کریں۔ عوام کے اس پریشر (Pressure) اور رائے عامہ کو ماننا پڑیگا۔ وہاں کی حکومت اس مسئلہ میں اس کو ڈھیل دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہاں کی لیبر پارٹی کا یہ کہنا ہے کہ ایسے ہتیاروں کو تیار کیا جائے۔

اور چار بڑی حکومتوں کے نیتا جلد از جلد ملیں۔ یہ مہم وہاں شروع کی جا رہی ہے وہاں دوسری طرف بیلک بھی منظم ہو رہی ہے۔ عوامی قوت کے سامنے ہائیڈروجن بم، کوئی قوت نہیں ہے۔ مٹھی بھر لوگ جو اس سے اختلاف کر رہے ہیں وہ دنیا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج ہندوستان میں بھی کافی سنگٹھن کا سمٹے آگیا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ عوام کی رائے کو منظم کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ امریکہ کے مٹھی بھر لوگ جو کوشش کر رہے ہیں اوس کو بے اثر کرنے کے لئے وہاں کے عوام اور ہندوستان کے عوام متحرک ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا جو خیال ہے اوس کو آگے بڑھائیں۔ اور اس کے لئے ہم شد و مد سے کام کریں۔

* شری جی۔ سری راسلو۔ (منتہی)۔ میڈم اسپیکر۔ آج ایوان کے سامنے پاک امریکن پیکٹ کے بارے میں جو ریزولوشن آیا ہے اوس کے سلسلہ میں جتنی گمبیرتا سے ہوسکے سوچنا چاہئے۔ اوس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور ہندوستان کی پالیسی کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آج نہ صرف ہندوستان کی آواز یہ ہے بلکہ ہندوستان کے دیگر نیتاؤں۔ پورے ہندوستان اور خود پوری دنیا کی آواز یہی ہے کہ ہم اس شانتی کی زندگی سے بیزار ہو گئے ہیں اور شانتی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ کا جو مقصد ہے یہ کہ وہ ہر جگہ الٹی انگلی سے اپنے مقصد کا گھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے خلاف ہم کو آواز بلند کرنا چاہئے۔ نہ صرف حیدرآباد اسمبلی بلکہ پورے ہندوستان کے عوام ایک ہو کر آواز بلند کرنا چاہئے۔ ہائیڈروجن بم کے دھماکے سے جتنی آواز ہوتی اوس سے چھ سو گنا زیادہ دھماکے کی آواز کے ساتھ ہم آواز بلند کریں۔ اور دنیا کے سامنے بتائیں کہ ہائیڈروجن بم ہی دنیا کے لئے سب کچھ نہیں ہے بلکہ اوس کا دار و مدار شانتی پر ہے۔ جیسا کہ گاندھی جی کا اصول تھا اور جس پر آج پوری کائنات کا دار و مدار ہے۔ یہ ہم کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنا ہے کہ اس ریزولوشن کو ہمیں صرف پاس کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اس ریزولوشن کا مقصد یہ بتانا ہے کہ پاکستان کو امریکہ کی جانب سے جو ملٹری امداد دی جا رہی ہے اوس کے ذریعہ ہندوستان کی آزادی کی پھوٹی ہوئی کونپلوں کو اور اوس درخت کو جو جڑ پکڑ رہا ہے کاٹنا چاہتے ہیں۔ کتنے دنوں کے بعد عوام کو جو آزادی ملی ہے اوس کو مٹانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اوس کے متعلق عوام میں جاگیرتی پیدا کرنا ہے۔ اور تمام لوگوں کو اس مقصد کے تحت متحد کرنا ہے۔

اسکے علاوہ آج ہماری جو سرکار ہے اسکے پیچھے کس طرح کھڑے ہونا چاہئے کس طرح ضروری اقدامات کرنا چاہئے اور کس طرح ہمت سے کمر باندھ لینا چاہئے یہی ہمارا مقصد ہے۔ ایک آئریبل ممبر نے کہا ہے کہ جذباتی تقریر کریں تو اس سے کام چلنے والا نہیں ہے۔ ہاں بیشک یہ صحیح ہے لیکن جذباتی تقریر نہ کریں تو پھر کیا کیا جائے۔ اسمبلی میں قتلواروں سے جنگ تو نہیں ہوتی۔ ایلٹے ہماری تقریر کو جذباتی

تقاریر کہنا مناسب نہیں ہے۔ اس طرح کا موشن چاہے لیڈر آف دی اوزسز ملٹیوں یا لیڈر آف دی ہاؤز لائیں ہمیں اسکی تائید کرنا چاہئے۔ اگر لیڈر آف دی ہاؤز اسکو مانگتے ہیں تو ہم اسکو وہہ ڈرا کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ یونانیمسلی (Unanimously) اسکو پاس کر کے پاک امریکن پیکٹ کی پرزور طریقہ سے مذمت کی جائے اور ہماری سرکار پر یہ واضح کیا جائے کہ ہم بھی سرکار کے پیچھے ہیں اور ہم بھی اس معاہدہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

اب میں پاکستان کی پالیسی کی اسی شدومد سے مذمت کرتا ہوں جتنی کہ شدومد سے میں نے امریکہ کی پالیسی کی مذمت کی ہے۔ امریکہ جس ڈھنگ سے پاکستان کو جال میں ڈال لیا ہے اور جو جال اختیار کی ہے میں اس پر الزام لگانے سے زیادہ پاکستان پر الزام لگاتا ہوں۔ کیونکہ پاکستان نے جان بوجہ کر اس مہلک معاہدہ کے اثرات کو معلوم رکھتے ہوئے اسنے امریکہ سے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ امریکہ کے جال کو تو ہم بھی جانتے ہیں۔ امریکہ نے یہ جال پنڈت جواہر لال نہرو کے سامنے اور ہماری سرکار کے سامنے پھینکا تھا۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم مہلک آلات فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن کیا ہم اس وقت امریکہ کو برا بھلا کہتے اور گالیاں دیتے تھے۔ نہیں۔ ہم امریکہ کو اس وقت برا بھلا کہنے لگے جبکہ پاکستان اسکے جال میں پھنس گیا۔ ہم پاکستان کے اون کرتا دھرتاؤں کو برا بھلا کہتے ہیں جو اپنے گھر کو جلاتے ہوئے دوسروں کی جھونپڑی کو بھی جلانے کا باعث بن رہے ہیں۔ ہمیں امریکہ سے بڑھکر پاکستان کے لوگوں کو راہ راست پر لانا چاہئے اور انہیں امن اور شانتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے کہنا چاہئے۔ ہمیں ایک اچھا واپس آکر پیدا کرنے کے لئے پاکستان کے لوگوں سے اپیل کرنا ہے۔ پاکستان کے عوام اتنے بیوقوف نہیں ہیں۔ جس طرح کے وہاں حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھنے والے ہیں۔ محمد علی صاحب اور وہاں کے دوسرے برسر اقتدار لوگوں کو بنگال کے عوام نے یہ بتلا دیا ہے کہ عوام کی مرضی کے خلاف کوئی عمل کرنے کا کیا حشر ہوتا ہے۔ میں پاکستان کے عوام کو ہشیار رکھتا ہوں کیونکہ وہ مسلم لیگ کی چکر میں نہیں آئے۔ وہ انکی حرکات کو سمجھ گئے اور خبردار کیا۔ میں ایوان کے سامنے کہنا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان ملٹری ایڈ پیاکٹ پر دستخط کرنے کے لئے بچہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسکے کیا اثرات ہو سکتے ہیں۔ اس سے قوم کا نقصان ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا گناہ ہے جسکو قابل معافی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے برسر اقتدار لوگ پاکستان کے یونائیٹڈ نیشنس میں ہونے کے باوجود اس طرح کی حرکت کرتے ہیں تو ہمیں ان ہی سے زیادہ گلہ کرنا ہے اور پرزور طریقہ پر مذمت کرنا ہے۔

میں اس بارے میں ایک انکوائری دونوں تو بیجا نہوگا۔ اگر امریکہ دو چار ہائیڈروجن بم تیار کرتا ہے اور دنیا کو تباہ کرنے والا ہے تو اس سے ہمیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا ہائیڈروجن بم کا

اچھا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے ۔ یہ ممکن ہے کہ ہائیڈروجن بم سے دنیا کو تباہ کرنے کے بجائے ریگستان میں یا پہاڑوں پر بم گرا کر وہاں کی زمین کو صاف کیا جائے اور قابل زراعت بنایا جائے ۔ اسطرح ہائیڈروجن بم اسٹر () کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے ہائیڈروجن بم سے ڈرنے کے بجائے اس کے استعمال پر ہمیں غور کرنا چاہئے اگر ہائیڈروجن بم سے ڈرنے کے بجائے ہم خود امریکہ کو ایک ہائیڈروجن بم تصور کریں تو بیجا نہوگا ۔ چنانچہ اسی تصور کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے جو آفر دیا گیا تھا پندت جواہر لعل نہرو نے اسکو قبول نہ کیا ۔ نڈت نہرو نے اپنے کو ڈالروں کے بدلے میں نہیں بیچا ۔ ہم انکے جال میں نہ بیٹھے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آزادی کی کیا قیمت ہوتی ہے ۔ مگر اس کے برعکس پاکستان کو جس طرح آزادی ملی وہ بھی قابل غور ہے ۔ ہندوستان اور پاکستان کی آزادی میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ ہندوستان کو آزاد کرانے کی خاطر ہمارے نیتاؤں نے برسہا برس جیل میں کئے انہوں نے انگریزوں کے خلاف لڑ کر طرح طرح کے کشت () سے ۔ اس لئے ہندوستان کو آزادی کی قدر و قیمت معلوم ہے اس لئے اس قیمت سے حاصل کی ہوئی آزادی کو بچانے کیلئے ہندوستان کی رولنگ پارٹی بہت کاششلی (Cautiously) قوم اٹھاتی ہے ۔ مگر پاکستان کی رولنگ پارٹی کو یہ خیال تک نہیں آسکتا کیونکہ ملک کے ایک ٹکڑے کو انہیں آزادی حاصل ہونے کے بعد یونہی دیدیا گیا اس لئے وہ آزادی کی قیمت کا اندازہ ہی نہیں لگاسکے ۔ لیکن اس معاہدہ کے جو کچھ اثرات ہم پر پڑتے ہیں وہ دیکھنا ہے ۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہوگا کہ جب سے پاکستان کی پیدائش ہوئی ہے اسی وقت سے ہمیں ایک دھوکہ ہو گیا ہے ۔ کشمیر کا مسئلہ آج تک سلجھ نہیں سکا ۔ مردہ کے پیچھے جو گیم کھیلا جا رہا ہے اس سے ایوان کو واقف ہے ۔ پاکستان کے عوام بیچاروں کو ان چالوں کو جان کر راہ راست پر آنا کب سیکھینگے مجھے معلوم نہیں ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ پاکستان کی رولنگ پارٹی بہت جلد اس سے توبہ کریگی ۔

میں اور ایک چیز یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہوم منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے دیش کے نو جوانوں کے لئے فوجی ٹریننگ کا انتظام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا قدم ہے ۔ ہندوستان کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے جو اسکیم سرکار سامنے رکھتی ہے اس پر ارسپیکٹو آف پولیٹیکل پارٹیز (Irrespective of Political Parties) ہم کو عمل کرنا چاہئے ۔ (• Bell was rung) میں ایک دو منٹ کھکر رخصت ہوتا ہوں اس وقت جبکہ ہندوستان کی آزادی خطرہ میں پڑی ہوئی ہے ہمیں سیاسی نقاط نظر کو بالائے طاق رکھکر چھوٹ چھات کے مسئلہ کو نہ چھیڑتے ہوئے جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے چھوٹ چھات کا ذکر کیا ۔ مزدوروں سے یہ کہتے ہوئے کہ اس وقت ویش (Wages) کے بارے میں سوچنا نہیں ہے ۔ کسانوں سے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ٹیننی ایکٹ اور لینڈ ریفرمس کا معاملہ نہیں ہمیں دیش کی شکتی کو ایک جگہ جمع کرنا ہوگا ۔

شری داور حسین (نظام آباد) - میڈیم اسپیکر - پانڈ امریکن ملٹری ایڈیا کٹ کے تعلق سے یہاں مختلف خیالات کا اظہار کیا گیا اور ایسی باتیں کہی گئیں جن سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم امریکہ اور امریکہ میں رہنے والوں کو دنیا کی آزادی کو ہڑپ کر جانے والا ایک بڑا راکشس سمجھتے ہیں۔ اگر میں بعض اراکین کی تقریر کو صحیح سمجھ سکوں تو اسکا یہی مقصد ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مجھ اسوجہ سے کہ ہم کو ایک بات پر امریکہ کے اقدام سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور ساری اچھائیوں کو جسکے لئے امریکن فوم قابل تعریف ہے اور تمام دنیا اسکے کنٹریبوشن (Contribution) کی مستکور ہے ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ امریکہ نے دنیا میں جمہوریت کے تصور کو قائم رکھنے اور غلام قوموں کو آزادی دلانے کے لئے بڑا کام کیا ہے۔

شری ایل - این ریڈی - کہاں کہاں یہ کام کیا گیا - تمثیلات پیش کیجئے۔

شری داور حسین - آپ ذرا صبر کے ساتھ میری تقریر سنیں جیسا کہ میں نے حزب اختلاف کی تقریر سنی۔ امریکہ نے اپنے آپ کو سامراجیت کی غلامی سے آزادی دلانے کے لئے جو جدوجہد کی اسکی تاریخ سے اس ایوان کے وہ اصحاب جو پڑھے لکھے ہیں اور جو پڑھ سکتے ہیں اچھی طرح سے واقف ہیں۔ ہم سلام بھیجتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ایک آئربیل ممبر - وہ آج کا امریکہ نہیں ہے۔

شری داور حسین - امریکہ کے ہیرو جیفرسن پر جس نے ڈکلیئریشن آف انڈیپینڈنس مرتب کیا۔ ہم سلام بھیجتے ہیں جارج واشنگٹن پر جس نے ملک کو سامراجیت کے پنجہ سے نجات دلائی ہم سلام بھیجتے ہیں۔ ابراہم لنکن پر جس نے اپنے ملک کے ایک حصہ میں غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے خود اپنی قوم کے خلاف جنگ آزادی لڑی۔ اوز اسکو جیتا۔ ہم سلام بھیجتے ہیں۔ پریسیڈنٹ ولسن پر جس نے اس وقت جبکہ دنیا سامراجیت کے شکنجے میں جکڑی ہوئی تھی۔ پہلی عالمی جنگ چل رہی تھی اور کسی بھی فریق کی کامیابی مشکل نظر آرہی تھی تو اس نے جنگ کو ایک فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچانے کے لئے مداخلت کی۔ اور جنگ کے کامیاب اختتام کے بعد آئندہ جنگوں کو روکنے کے لئے لیگ آف نیشنس (League of Nations) کی بنا ڈالی پہلی عالمی جنگ تک امریکہ عالمی سیاست میں عملی حصہ لینے سے پہلوئی کرتا رہا اور اوس کی ساری کوششیں اپنے ملک کی اصلاح اور ترقی پر مبذول رہی۔ لیگ آف نیشن کے قیام سے پہلی مرتبہ۔ دنیا میں آزادی اور سلامتی کا تصور پیش ہوا۔ اس وقت شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ امریکہ دنیا میں سامراجی تصور قائم کریگا۔ بلکہ وہ خود کو اس جدوجہد سے آزاد رکھتا رہا۔ چنانچہ جب لیگ آف نیشنس کا تصور پیش ہوا تو امریکہ نے اپنے آپ کو اس سے الگ رکھا۔ سابق میں امریکہ یہ سمجھتا تھا کہ اقوام عالم کے جھگڑوں میں خود کو ملوث کرنا اس کے لئے سازگار نہ ہوگا لیکن جب سنڈ ووڈ

وارھوئی اور برل ہاربر پر پہلی دفعہ بمباری ہوئی تو امریکہ کو محسوس ہوا کہ وہ اپنے آپ کو عالمی جنگ سے الگ نہیں رکھ سکتا۔ اس کے بعد امریکہ کی کوششوں سے اٹلانٹک چارٹر مرتب اور ادارہ اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت امریکہ کی سابقہ پالیسی میں تبدیلی ہوئی۔ اس نے لیگ آف نیشنس میں شریک نہ ہو کر جو غلطی کی تھی اقوام متحدہ میں اس کے بر خلاف وہ سب سے بڑا کردار بن گیا۔ امریکہ اس وقت سے پہلے عالمی جنگوں میں کسی نہ کسی فریق کی مدد کرتا رہا تھا۔ وہ جنگیں سامراجیت کی بقا کے لئے لڑی گئی تھیں۔ ان جنگوں کے اختتام کے بعد ظاہر ہے کہ نو آبادیاتی عوام بذات خود اس قابل نہ تھے کہ اپنی آزادی کو برقرار رکھ سکیں یا اپنا اقتدار قائم کر سکیں۔ آہستہ آہستہ نو آبادیاتی ممالک میں جو آزادی کا تصور قائم ہوا اس سلسلے میں امریکہ اور اوس کے عوام کی بڑی مدد رہی۔ اس کی تفصیلات سے ایوان واقف ہے اگر ایوان کی خواہش ہو تو میں اسکی تفصیلات بھی بتلا سکتا ہوں۔ بہر حال ہندوستان بھی ڈاکٹرکٹ یا انڈاٹرکٹ طور پر امریکہ اور اسکے عوام کے ان خیالات اور کوششوں سے استفادہ کیا ہے۔ اور جیسا کہ آنریبل ممبر فرام سکندر آباد نے کہا، سامراجیت اور امپیریلزم کی کمزوری کے باعث نو آبادیاتی ممالک ہی سامراجی قوت کے تعلق سے جو خلا پیدا ہو گئی تھی اوسکو پر کرنے اور اس پر قبضہ جانے کا تصور امریکہ کے حکمرانوں ہی میں پیدا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے توسط سے اس خلا کو پر کرنے کے لئے جو کوششیں کی گئیں اور سلامتی کے نام پر جو کوششیں ہوتی رہیں ہندوستان نے اسکی ہر نوبت مخالفت کی۔ کیونکہ ہندوستان ہی وہ ملک ہے جس نے اہمسا کے ذریعہ ایسے سامراجی اقتدار پر فتح پائی ہے جسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کا شمع اقبال کبھی غروب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہندوستان ہی وہ واحد ملک تھا جس نے امریکہ کی ایک جدید سامراجی نظام قائم کرنے کی کوشش کو مخالفت کی اور کمزور ممالک کی آزادی کے حق پر اصرار کیا۔ امریکہ نے اس منزل پر یہ محسوس کیا کہ شائد اس کے عزائم میں ہندوستان کی کوششیں سدراہ ہوں۔ اس لئے اس نے ابتدا میں اپنے مطلب کے لئے ہندوستان کو فراہم کرنے کی کوشش کی جس میں اوبیکی ناکامی ہوئی۔ اور ہندوستان اپنی سابقہ پالیسی پر برابر اڑا رہا۔ اس ناامیدی میں امریکہ پاک پیکٹ کے ذریعہ ہندوستان کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس پیاکٹ کے خلاف بعض آنریبل ممبروں نے جن خیالات کا اظہار کیا ان سے میں اختلاف رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وجہ سے پاک امریکن پیکٹ کی مخالفت کر رہے ہیں کہ اس سے ہماری آزادی کو خطرہ ہے۔ بر خلاف اسکے میں کہوں گا کہ ہماری امن کی جو کوششیں ہیں اور جن کوششوں کے نتائج کوریا میں ظاہر ہو چکے اور جن کی پاکستان بھی اس وقت تک تائید کرتا تھا ہم آئندہ قیام امن کی کوششوں میں پاکستان کی تائید سے محروم ہو جائیں گے۔ چونکہ اسی معاہدہ کے بعد پاکستان کی آزاد حیثیت باقی نہیں رہتی۔ گوئٹے کے ایک ڈرامہ فاقوسٹ ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک شخص طاقت حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو شیطان کے حوالہ کر دیتا ہے۔ آخر میں وہ طاقت حاصل کر لیتا ہے لیکن وہ انسان باقی نہیں

رہتا۔ پاکستان کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ ذہنی حیثیت سے وہ ہندوستان ہی کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ دونوں ملکوں کے جذبات اور احساسات وہی ہیں۔ لیکن آج ہم امریکن پیکٹ کے باعث دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس ایوان میں کسی نے یہ شائبہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ معاہدہ پاکستان کے عوام کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس پیکٹ سے اختلاف کو تو مشرق بنگال کے انتخابی نتائج نے ظاہر کر دیا کہ نہ صرف ہندوستان کے عوام اس کے خلاف ہیں بلکہ پاکستانی عوام بھی اس کے مخالف ہیں۔ محض ایک صوبائی حکومت یا عوام اس پیکٹ کے مخالف ہونے سے یہ بیکٹ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مشرق بنگال نے اس موقع پر یہ مطالبہ صحیح طومر پر کیا ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں جو نمائندے ہیں وہ وہاں کے آج کے عوام کی نمائندگی نہیں کرتے انہیں ہٹ جانا چاہئے۔ امریکہ کے سفیر نے اس پر یہ اعلان کیا کہ محض مشرق پاکستان کے انتخابات میں مسلم لیگ کو کامیابی حاصل نہونے سے یہ مطالبہ درست نہیں ہو سکتا کہ پاکستانی مرکزی حکومت سبکدوش ہو جائے۔

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

امریکی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا یہ اعلان ابتدا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ان حالات میں جو کچھ نتیجہ برآمد ہوگا اس کے لئے پاکستانی عوام مورد الزام نہونگے بلکہ اسکی تمام تر ذمہ داری امریکہ کی ریشہ دوانیوں اور پاکستان کے کٹ پتلی حکمرانوں پر ہوگی۔ مجھے افسوس ہے کہ پاکستان کو جس طرح سابق میں ہندوستان نے برطانوی سامراج سے نجات حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کی اسی طرح امریکن سامراج سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کرنی پڑیگی۔ اس لئے ہمیں اس پیکٹ پر تردد ہے۔ ترقی اور پاکستان کا معاہدہ ہوا تو کہا گیا کہ یہ معاہدہ اسلامی ملکوں کے استحکام کے لئے ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس طرح ایک اسلامی طاقتوں کے استحکام کا ذریعہ ہے جب کہ مصر سعودی عرب اور خود عرب لیگ اس سے انکار کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ پاکستان جیسا ملک جسکے احساسات اور تخیلات ہندوستان کے احساسات اور تخیلات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھے ہیں امریکن ملٹری پیکٹ کا قوم فروشانہ اور انسانیت سوز عمل کس طرح کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے وزیر اعظم محمد علی نے ایک مرتبہ پنلٹ نہرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تھا کہ ”بڑے بھائی مجھے سنبھالیے“۔ ظاہر ہے کہ جب چھوٹے بھائی کی آزادی متاثر ہو رہی ہو تو بڑے بھائی کو دکھ ہونا ہی چاہئے۔ اسی لئے امریکن پیکٹ کے خلاف ہم اپنی آواز بلند کر رہے ہیں۔ میں اس ریزولیشن کی امپریٹ سے اتفاق کرتے ہوئے اس کے بحرك صاحب سے یہ گزارش کرونگا کہ اس بیکٹ کے متعلق جب اس ملک کے عوام کے جذبات کو ملک کے نمائندہ ایوان ”ایوان عام“ کی جانب سے ظاہر کر دیا جا چکا ہے۔ خود پنلٹ جواہر لعل نہرو نے اپنے بیان کے ذریعہ

ہم سب کے جذبات کی صحیح طور پر ترجمانی کردی ہے اور جبکہ پارلیمنٹ ہی وہ صحیح مقام ہے جہاں سے اس پر اظہار رائے کیجا سکتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس ریزولوشن کو علحدہ طور پر اس اسمبلی میں ووٹ کے ذریعہ پاس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے میں محرمک صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ ریزولوشن کو واپس لیں۔ جہاں تک جذبات کے اظہار کا تعلق ہے وہ مقصد تو پورا ہو چکا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ہمارے نمائندگان اور پارلیمنٹ کی جانب سے ان پر اصرار کیا جا چکا ہے جسکی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر مزید اصرار کی ضرورت نہیں ہے۔ میں محرمک صاحب سے ایک مرتبہ اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ریزولوشن کو واپس لیں۔

چیف منسٹر (شری بی۔ رام کشن راؤ)۔ مسٹراسپیکر سر۔ اس تحریک پردو اجلاسوں میں بحث ہوئی۔ میں نے محرمک صاحب اور دوسرے آئریبل ممبرس کی تقریریں بہت غور کے ساتھ سنیں۔ اسی طرح اس جانب کے ایک آئریبل ممبر نے اس میں جو ترمیم پیش کی ہے انکی تقریر بھی میں نے بہت دلچسپی سے سنی۔ اس میں کڑی شک نہیں کہ اس ایوان میں اس ریزولوشن پر جو تقریریں ہوئی ہیں وہ سب کی سب بھارت کے سارے رہنے والوں کے خیالات کا عکس ہیں۔ اور انکے جذبات کی پوری نمائندگی کرتی ہیں۔ آج بھارت ورش میں، ہندوستان میں کوئی شخص ایسا نہوگا جو پاک امریکن معاہدہ کی وجہ سے متاثر نہوا ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان کا بچہ بچہ اس پیکٹ (Pact) سے متاثر ہے۔ اور کیوں متاثر ہے؟ اس وجہ سے نہیں کہ آج ہم گھبرارے ہیں۔ یا اس وجہ سے نہیں کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اسکی وجہ سے ہندوستان کے رہنے والے عنقریب اپنے لئے خطرہ پا رہے ہیں جسکی وجہ سے وہ اپنی جان و مال سے مایوس ہیں۔ ایسی کئی چیز نہیں۔ ہم اتنے کمزور نہیں ہیں اور ہمارا دل و دماغ اتنا کمزور نہیں ہے کہ محض دو ملکوں کے درمیان کوئی طے نامہ ہو جائے تو اس سے گھبراجائیں اور یہ کہیں کہ دنیا ڈوب رہی ہے۔ یہ ہمارا وطیرہ نہیں ہے۔ آج اگر ہم اس پیکٹ کے بارے میں احتجاج کرتے ہیں یا پاکستان اور امریکہ پر تھوڑی بہت تنقید کرتے ہیں تو اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ یہ طے نامہ دراصل تمام ایشیائی قوموں کے اونچے معیار پر ایک ضرب کاری لگاتا ہے۔ آج جتنی ایشیائی قومیں ہیں ان سب نے اپنے لئے عالمی امن کا ایک سدھانت بنایا ہے۔ یہ کوئی مبالغہ کی بات نہیں ہے کہ ایشیا کی پالیسی جو ورلڈ پیس (World peace) کے سلسلے میں ہے ہندوستان اسکی رہبری کرتا ہے اور یہ رہبری ساری ایشیائی قوموں کی طرف سے ہوتی ہے۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے پرائیم منسٹر نے انڈیا کی جو فارین پالیسی (Foreign policy) بنائی ہے اسکا پورا دارو پدا عالمی امن کے بنیادی اصول پر مبنی ہے۔ اگر ہم کسی قوم کی کسی بات یا کسی حرکت پر ناراضگی یا پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں تو ہر صورت میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ اوتس کا اثر عالمی امن پر کیا ہونے والا ہے۔ اگر کسی قوم کو دبانے کی نیت سے اقدام نہیں کیا گیا

ہے یا کوئی مکدر فضا دنیا کے امن میں پیدا نہیں کی جا رہی ہے تو ہم اس پر دھیان نہیں دیتے اور نہ اسپر کرٹیسائیز (Criticism) کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں نقائص ہوں لیکن ہم خاموش بیٹھتے ہیں۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ کسی کے جذبات کے خلاف سبٹینس (Substance) اور میٹیریل (Material) موجود ہے جو دنیا کے امن کے لئے خطرہ کا باعث بن سکے، یا دنیا کے امن کی فضا کو مکدر کرنے والا ہے تو ہم مروت کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اسکو ہم اپنی انڈپنڈنٹ نیوٹرالیٹی (Independent neutrality) کہتے ہیں۔ چاہے کوئی کتنی بھی بڑی قوم ہو ہم اسکے کسی ایسے عمل یا جذبہ یا خیال پر جو ہمارے اس معیار پر نہیں اترتا تائید کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہندوستان کے لوگ پاک امریکن پیکٹ کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ ورنہ ہم کوئی بزدل نہیں ہیں۔ ہم میں یہ ہمت ہے کہ اگر کوئی ہمارے ملک پر حملہ کرے تو ہم اسکو بچا سکتے ہیں۔ یہ ہمت ہم میں ہے۔ یہ کسی کمزوری کے جذبہ کے ساتھ احتجاج نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ احتجاج اس دکھ کے ساتھ ہو رہا ہے کہ یہ پیکٹ دنیا کے امن کی فضا کو مکدر کرنے پر منتج ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر کچھ نہیں۔ ایوان میں جتنی تقریریں ہوئیں یا ہندوستان کی دوسری جگہوں پر ہوئیں ان سب میں اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا ہے اور اس طرح ایک متفقہ آواز اٹھائی گئی ہے۔ ساری سیاسی پارٹیاں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عمل انتہائی نامناسب ہے۔ اور دنیا کے امن کی حفاظت میں خپیچ پیدا کرنے والا ہے۔ یہاں کسی پولیٹیکل پارٹی میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور جو پولیٹیکل پارٹیاں عموماً گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ آج وہ بھی ہندوستان کی فارین پالیسی کی تائید میں ہیں۔

ہندوستان کی فارین پالیسی پر سب متفق ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہاں ہوم پالیسی (Home Policy) میں اختلافات ہوسکتے ہیں جھگڑے ہوسکتے ہیں لیکن جہاں تک فارین پالیسی کا تعلق ہے میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں اور اسکا دعویٰ کر سکتا ہوں کہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس خصوص میں جو آواز ہندوستان سے نکل رہی ہے وہ ایک آواز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گلے سے یہ آواز نکل رہی ہے۔ اسکی کیا اہمیت ہے اسکا کیا اثر ہونا چاہئے اس پر سوچنا اون لوگوں کا کام ہے جو دانشمندانہ طور پر عمل کرتے ہیں اور غور فکر و سنجیدگی کے ساتھ مسائل پر غور کرتے ہیں۔ اگر ان میں سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ اسکی امپلی کیشنس (Implications) کو سمجھنا چاہیں۔ اگر وہ انکو تحقیق کی نظر سے دیکھنے کی قوت رکھتے ہیں اور دوراندیشی کے ساتھ اسکے عواقب پر نظر ڈالنا چاہیں تو مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کی یہ آواز خالی نہیں جائیگی۔ اس میں وہ قوت ہے کہ دنیا کے دوسرے ممالک کو اپنی آواز سنا سکے اور سناسکے۔ سنوانے کے لئے جسکے پاس کیا طریقہ ہے؟ قوت۔ ہیڈ روجن۔ ایم۔ نیٹروجن۔ ایم۔ نہیں۔ ہمارے ذرائع نہیں ہیں۔ بلکہ ہماری آواز کی قوت ہمارے پر خلوص جذبات ہیں جو

دنیا میں امن قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اسی اخلاقی قوت پر ہمارا دارومدار ہے۔ ہم دعویٰ نہیں کرتے۔ ہم جھوٹی باتیں کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ ہم کسی کا برا نہیں چاہتے۔ ہاں ہم پر حملہ ہوتا تو ہم ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ہم پاکستان یا امریکہ کو ڈرانا نہیں چاہتے کہ دیکھو ہماری ۳۵ کروڑ کی آبادی ہے تم پر حملہ کر دیں گے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ ہماری آواز خلوص۔ نیک۔ نیکی اور اعلیٰ کردار پر مبنی ہے۔ ان خیالات کا اظہار میں کیوں کر رہا ہوں؟ خود غرضی کے تحت نہیں۔ نہ میں کسی سے ڈر رہا ہوں اور نہ کسی سے خوف ہے۔ میرے بھائی پاکستانی بھی ہیں۔ وہاں کے لیڈر۔ میں عوام کو کچھ نہیں کہتا کیونکہ نہ امریکہ کے عوام اسکی تائید میں ہیں نہ پاکستان کے عوام۔ محض گورنمنٹ کے وہ لوگ جنکے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور ہے۔ جو فیصلہ کرنے کی قوت رکھتے ہیں انہوں نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ نہ پاکستان کے عوام اسکی پیچھے ہیں اور نہ امریکہ کے عوام اس پیکٹ کے پیچھے ہیں۔ میں اسکا دعوے دار ہوں۔ بعض بھائیوں کو یہ خیال ہوگا کہ شاید امریکی عوام اسکی حمایت کرتے ہوں گے لیکن امریکی عوام بھی اسکے خلاف ہیں۔ امریکی حکومت کوئی ایسا اقدام کر رہی ہے جیسا کہ اوس نے کیا ہے تو یہ غلط ہے۔ اس فیصلے سے امریکی گورنمنٹ کو پچھتاہٹا پڑیگا۔ اسکی وجہ سے ایسے نتائج پیدا ہونگے جن میں امریکہ الجھ جائیگا تو اس فیصلہ پر امریکی گورنمنٹ پچھنائیگی۔

پاکستان گورنمنٹ کے پیچھے اس تصنیف کے تعلق سے کون ہیں؟ آپ نے حال ہی میں دیکھا ہوگا کہ ایسٹ بنگال میں کیا نقشہ نظر آیا۔ وہاں میجرابی ہے (۶۵) فیصد آبادی ہے۔

ایک آنریبل ممبر۔ ۵۶ فیصد۔

ہاں۔ ہاں (۵۶) فیصد۔ میں نے آنکڑوں کو الٹا دیا تھا۔ (Laughter) پھر بھی (۵۶) فیصد آبادی جو پاکستان کی میجرابی ہے اوس نے یہ فیصلہ کیا کہ تمہارا طے نامہ غلط ہے۔ تمہاری فارین پالیسی ہم قبول نہیں کرتے ہمیں یہ منظور نہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کانسٹیٹیوٹ اسمبلی جو بیٹھی ہے اوسکو ڈیزالو (Dissolve) کر دیا جائے۔ پاکستانی بھائی اس پر غور کریں اور اسکی پیچھے جو قوت ہے اسکا صحیح اندازہ کریں تو مجھے یقین ہے کہ انہیں اس فیصلہ کو بدلنا پڑیگا۔ چند دن پہلے میاں افتخار الدین احمد کی اسپیچ (Speech) ہوئی تھی انہوں نے صاف الفاظ میں یہ کہا کہ وہ اس پیکٹ سے متفق نہیں ہیں۔ ایسٹ بنگال اور ویسٹ پاکستان میں بھی ایسے قوی عناصر موجود ہیں۔ بڑے ذمہ دار لوگ ہیں۔ بڑے اڈمنسٹریٹرس ہیں مگر میں جو اس فیصلہ سے متفق نہیں ہیں بلکہ پچھا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ عجلت میں انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا۔ اور ظاہر ہے کہ عجلت میں جو کام کیا جاتا ہے اوس سے لوگوں کو پچھتاہٹا پڑتا ہے۔

میں کہہ سکتا تھا کہ یہ پچتانے کا پروسس (Process) شروع ہو چکا ہے آپ نے اسکو بھانپ لیا ہوگا۔ اگر آپ بیٹوین دی لائنس (Between the lines) بین السطور پاکستان کی خبروں کو پڑھیں گے تو آپ یہ ضرور پائیں گے کہ جو تعصب انہوں نے کیا ہے اسپر کچھ ذل ہی دل میں پچتا رہے ہیں اور بچتا ہوا شروع ہو گیا ہے۔ لیکن کیا کریں گے کوئی فیصلہ جو کیا جا چکا ہو آسانی سے بدلا تو نہیں جاسکتا۔ کونسل کی جا رہی ہے۔ ایکسپلینیشن (Explanation) در ایکسپلینیشن کا سلسلہ جاری ہے اور اس امر کے باور کرائی کی کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ مدافعانہ پیکٹ ہے لیکن ان چیزوں کو اس آسانی کے ساتھ سمجھایا نہیں جاسکتا۔ جو سیاست داں ہیں جو ان باتوں کو سمجھتے ہیں وہ اس طرح کے ایکسپلینیشنس (Explanations) کو نہیں مان سکتے۔ غلطی ہوئی ہے۔ ہو سکتی ہے۔ لیکن تقاضہ یہ ہے کہ جب غلطی کو غلط محسوس کر لیا جائے تو چاہے ہالین مسٹیک (Himalayan mistake) کیوں نہ ہو اسکا اعتراف کر لیا جانا چاہئے ایسی صورت میں جبکہ ایک بڑی بھاری غلطی پاکستان اور امریکہ نے کی ہے۔ ہم انکی نیتوں پر حملہ کرنا نہیں چاہتے اور مجھے اسکی خوشی ہے کہ اس ایوان کے انریبل ممبرس نے بھی اپنی اسپیچس (Speeches) میں انکی نیتوں پر حملہ نہیں کیا۔ کیونکہ ایک ہمسایہ قوم کی انڈیپنڈنسی (Independency) کا احترام کرتے ہوئے انکی نیتوں پر حملہ نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن میں اتنا کہہ سکتا تھا کہ انہوں نے بڑی غلطی کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ پچتانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ اگر نیتوں کا انالیسس (Analysis) کیا جائے اور امریکہ کے پوائینٹ آف ویو سے دیکھیں تو امریکن پیپلز کے ایک کنسڈربل (Considerable) حصہ میں یہ آپسیشن (Obsession) ہے کہ روس کی طرف سے یا کمیونسٹ کنٹرول بلاک (Communist control block) جسے کہتے ہیں اسکی طرف سے امن میں خلل پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ وہ اگرچہ بے اصل ہے لیکن امریکہ کے لئے آپسیشن بن گیا ہے اسلئے وہ خود ایسی غلطیاں کر رہا ہے۔ جو ان ڈائریکٹلی (Indirectly) دنیا کے امن کے لئے مکرر فضا پیدا کرنے پر منتج ہو رہی ہیں۔ یہ بھاری غلطی ہے۔ کہیں سے خطرہ ہو تو اس خطرے سے پریشان ہونا کوئی اچھی پالیسی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پریشان ذہنی ہو کھلاٹ کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ ہم انکی نیتوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انکا بلاک دوسرے بلاک سے محفوظ رہے۔ اسی طریقہ سے دوسرا بلاک بھی یہی چاہتا ہے کہ اسکی پالیسی کو بھی اہمیت حاصل رہے۔ لیکن آپ بین السطور دیکھیں گے تو ان دونوں بلاکس میں بڑا فرق پائیں گے۔ بہت بڑا گلف (Gulf) ہے۔ ہر جگہ کی ہلک امن پسند ہوتی ہے۔ آج دنیا کی کبھی قوم کے لوگ لڑائی لڑنا نہیں چاہتے لیکن ایسی شکوک و شبہات جب بڑے جاتے ہیں تو کوئی حیلہ روچن ہم بنا لیتا ہے اور کوئی ٹیروچن ہم بنا لیتا ہے اور انکا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ حیلہ چھڑیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلح ممالک کو ایسا

کرنا زیب نہیں دیتا۔ عامیانہ قسم کے لوگوں میں جب نزاع ہوتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نے نزاعی زمین پر دس عرب متعین کردئے تو دوسرے نے بندرہ لودھوں کو انگیج (Engage) کر دیا انہوں نے ۲۰ سکھ بڑھا دئے تو انہوں نے پچاس سپاہ رکھ دئے یہ چیزیں ایسے لوگوں میں ہوتی ہیں جو عامیانہ ذوق طبع رکھتے ہیں۔ اسی نمونے پر اگر متمدن ممالک مہلک سے مہلک بم تیار کرتے جائیں تو اس کے اثرات کیا ہونگے۔ اس طرح کی ریڈیائی ایکٹیویٹیز کے اثرات ظاہر ہیں کہ کیا ہونگے؟ چار ہیڈ روجن بم پوری دنیا کو ختم کرنے، برباد کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اس کے بالمقابل کہا جاتا ہے کہ نیٹروجن بم (Nitrogen bomb) اوس سے زیادہ مہلک ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ جو کاسپیٹیشن (Competition) ہو رہا ہے اور جو ہتیار بنائے جا رہے ہیں آخر کس لئے؟ اسی لئے کہ انسانوں کو ہلاک کیا جائے۔ اگر یہ بات ہے تو میں کہوں گا کہ امن قائم کرنے کا یہ سچا راستہ نہیں ہے۔ اگر غلط راستہ اختیار کر کے نیک مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ صحیح اصول نہیں ہے۔ دونوں بلاکس کا مقصد یہ ہے کہ امن قائم رہے۔ ایک دوسرے پر جو شک و شبہ ہے وہ بنیادی طور پر غلط ہے۔

اس میں جو لوگ مبتلا ہیں اور جب تک وہ لوگ مبتلا رہیں گے ایک دوسرے سے مسابقت اور مہلک ہتیاروں کی ڈسکوریز (Discoveries) کرنے میں مقابلہ کرتے رہیں گے۔ لیکن ہم کیا کریں گے۔ اگر وہ اپنے خیالات اور اپنے پائنٹ آف ویو کو چھوڑنے پر مجبور نہیں ہیں تو ہم ان کی رائے کو بدل نہیں سکتے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم بھی اپنی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی رائے ظاہر کر رہے ہیں۔ اور وہاں کے لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ تم جس راستے پر چل رہے ہو وہ غلط راستہ ہے اوس سے وہ مقصد جس کو تمام لوگ حاصل کرنا چاہتے ہوں حاصل نہیں ہو سکتا۔ غرض ان آرگيومنٹس کی تقویت میں جتنی بھی باتیں تھیں کافی طور پر اس سے پہلے ظاہر کی جا چکی ہیں۔ میں مزید آرگيومنٹس پیش کرنا نہیں چاہتا۔ میرے الفاظ دوسرے ہیں لیکن دلائل وہی ہیں جن کو آپ نے پیش کیا۔ اس طرح میں آپ کی رائے سے متفق ہوں۔ اس معاملہ کا تعلق تمام دنیا سے ہے جس کے خلاف پوری قوت سے احتجاج کرنا چاہئے اور ہم نے احتجاج بھی کیا ہے اور اپنی آرا کو اچھے طریقہ سے ظاہر بھی کیا ہے۔ اب سوال صرف اسی قدر پیدا ہوتا ہے کیا ہمیں اس کی ضرورت ہے اور کیا یہ اپروپریٹ اور پراپر (Proper) ہے کہ ہم اپنی اسٹیٹ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے کوئی ریزولوشن اوس پیکٹ کھ (Condemn) کرتے ہوئے یا کسی دوسرے طریقہ پر پیش کریں؟ اصل بحث کے متعلق اس طرف کے معزز ممبران اور اس طرف کے معزز ممبران میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ لیکن میں بحیثیت لیڈر آف دی مینور ان آپ کے ساتھ اتفاق رائے کرتے ہوئے کی بحیثیت سے آرڈیل سوور آف دی ریزولوشن کو منظور ہونا کہہ رہا ہوں۔ اس ریزولوشن کو پورس نہ کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم آج اگر یہ ریزولوشن پیش کرتے ہیں تو

وہ اسے سبجک سے متعلق ہے جو منٹ کی فارین پالیسی سے متعلق ہے۔ اور اس پالیسی کو کنڈکٹ (Conduct) کے تحت لے کر اور اس کو جاننے کے لئے ہمارے برائے منسٹر کو ہی ہے۔ آج مینارٹ کے ممبروں سے اس پالیسی کی شد و رمی ہے اور اس کی گھنٹا ہو رہی ہے۔ ہم نے جی ڈی ڈی نک بک کے اس کی گھنٹا کی۔ لیکن آخری فیصلہ تو اوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ چیز ہمارے لئے ضرورت (Appropriate) نہیں ہے۔ فارین پالیسی کا سبجک ایسا ہے جو ٹاؤن آف دی بین کے ریمو (Purview) میں آتا ہے۔ وہاں روز اس پر چرچا ہو رہی ہے۔ اور اس پر خیال ہو رہا ہے۔ برائے منسٹر کا ہاتھ سارے ملک کی نبض پر ہے۔ گھڑی گھڑی منٹ منٹ وہ ہمارے خیالات سے واقف ہوتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم نے جو اسٹپ لیا ہے اس کی ضرورت نہیں تھی۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ کوئی اپروپریٹ چیز نہیں کہ اسٹیٹ اسمبلی فارین پالیسی کے متعلق کسی قسم کا ریزولوشن پاس کرے۔ فارین پالیسی ایک نازک معاملہ ہے۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس قسم کا ریزولوشن کسی اسمبلی سے کہہ از کم پیش نہیں ہوا۔ اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ پارلیمنٹری پرنسپل کے لحاظ سے ریزولوشن پاس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اظہار رائے کی حد تک ہم آزاد ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں ریزولوشن یا کسی اور ذریعہ سے ملک کی رائے کو ظاہر کرنے کا حق صرف پارلیمنٹ کو ہے اور یہ چیز اسی پر ہی چھوڑنا چاہئے۔ ان تمام وجوہات کے پیش نظر میں آنریبل ممبر آف دی ریزولوشن سے اپیل کرتا ہوں کہ اس ریزولوشن کو ووٹ پر رکھنے کے لئے ہر نہ کریں۔ جو ڈسکشن اس وقت تک ہو چکا ہے اس کے ذریعہ کافی طور پر کافی قوت کے ساتھ اظہار رائے کر دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے ہم اس معاملہ کو یہاں پر ختم کر دیں میں یہ اپیل کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے جس صداقت کے ساتھ اوں کو یہ مشورہ دیا اسی صداقت کے ساتھ وہ اسے قبول لیں گے اور مجھے ممنون کریں گے۔

آئی. آئی. ڈی. دیشپانڈے (میرپانڈا) :—अध्यक्ष महोदय, हैदराबाद असेंबली के लिये यह गर्व की बात है कि सारा मुल्क आज जिस बारे में बहुत गौर से सोच रहा है, उसके बारे में हमारे असेंबली के बराकनी भी पिछले दो दिन से अपने ख्यालात का बिजहार कर रहे हैं। मुझे हमारी अव्वाम पर, और उसकी कुवतों पर, और शक्ति पर, पूरा भरोसा है। अव्वाम अपनी ताकत से जिसमें से जरूर कुछ न कुछ रास्ता निकाल सकती है, और हमारे मुल्क की आशादी पर जो संकट आ रहा है, उसे रोक सकती है।

हावुस के सामने वह रेजोल्यूशन लाने में मेरा मकसद यही था कि जिस तरह आज मुल्क में दूसरी वजह पर जिम्मेदार लोग जिस बारे में अपने ख्यालात का बिजहार कर रहे हैं वही तरह हैदराबाद असेंबली के बराकनी भी जिम्मेदार होने के लिहाजसे और हमारे अव्वाम के नुमायंदों

तब और पर प्रत्येक मजाल का अजिहार करें कि हम जिसके बारे में क्या सोचते हैं, ताकि वह हमारे अजिहार के सामने आ सके। और पाकिस्तान और अमेरिका के लोग हमारी जिसके बारे में क्या राय है वह समझ सकें, और हम बता सकें कि अमेरिका और पाकिस्तान ने जिस तरह पकट कर के जो कदम अठाया है वह निहायत गलत है। हम सब लोग जिस बात को बहुत बुरी नजर से देखते हैं, और जिसे कंडम (Condemn) करते हैं। हम यह महसूस करते हैं कि यह एक नया संकट आशियायी देशों पर मंडला रहा है। हमारी और आशिया के दूसरे देशों की स्वतंत्रता आज धोखे में आ गयी है। और पूरा आशिया अिम पकट की आज मुखालिफत कर रहा है। यह हम बताना चाहते हैं और अिमी मकमद मे मैंने यह रेजोल्यूशन जिस असेंबली के सामने लाया है।

जिस तरह से हमने १५ अगस्त १९४७ को अंग्रेजी साम्राज्यशाही को हमारे यहां से खतम किया अभी तरह आज भी यदि कोई ताकद फिर से हमें परतंत्र करने की कोशिश करती है तो, हम सब मिलकर उसका मुकाबला करेंगे, यह भी हमें अमेरिका को दिखाने की जरूरत है। आज आशियायी मुल्क में बहुत हद तक पूरी या अधूरी न हो, आजादी मिली है। और हालात में यह पाक पकट हो रहा है। अब आशियायी मुल्क, अन्हें जो भी कुछ आजादी मिली है जिसे खोना नहीं चाहते हैं। हमारे आजादी की रक्षा अंग्रेज नहीं कर सकते। उसी तरह दूसरे भी कोई यहां आकर हमारी आजादी की रक्षा नहीं कर सकते। अमेरिकन लोक आज दूसरी तरह से अपन साम्राज्यवाद का बिस्तार करना चाहते हैं। आज अमेरिकाने पाक अमेरिका पकट करके यह जो नया कदम अठाया है वह आशियायी देशों को एक नयी गुलामी में जकड़नेवाला है। जिससे आशियायी देशों पर एक नयी गुलामी, अमेरिका की गुलामी लादी जाने के अिमकानात हैं। यह जो रेजोल्यूशन मैंने हाउस के सामने लाया है उसका यही मनशा था कि यह जो खतरा हमारे मुल्क पर और हमारे आशियायी मुमालिक पर है, उसके बारे में एक तरे का लालटेन बता दूं, और तमाम जिम्मेदार लोग जिस खतरे को महसूस करें, और अन्हें अपने अपने ख्यालात जिस बारे में हाउस के सामने रखने का मौका मिले। मुझे खुशी जिस बात की है कि अंदरूनी मसलों में अलग अलग पार्टीज का एक दूसरे से विरोध होते हुए भी जब हमारे मुल्क की आजादी खतरे में है, और उसके बारे में आज पंडित नेहरू की जो पॉलिसी है, उसके बारे में जिस हाउस में सबका एक मत है। जब मुल्क के आजादी की तरफ हिफाजत करने का सवाल आता है, तो हम सब लोग एक हैं। पाकिस्तान और अमेरिका की जो शस्त्र संधी हुयी है उसके बारे में हम सबके ख्यालात एक ही किसम के हैं। और हम सब जिस पकट की मुखालिफत करते हैं।

एक दूसरी बात से मुझे खुशी हुयी कि जिस अवान में जिस बात को मान लिया गया है कि हिंदुस्तान के अव्बाम और पाकिस्तान के अव्बाम, भावी भावी हैं। और आज जो साम्राज्यशाही खानों की कोशिश की जा रही है उसका हम सब विरोध करते हैं। और दोनों तरफ के अव्बाम आज आजादी चाहते हैं। दोनों भावी आपस में सुलह कर के जिस तरह के आपस के सवालों को हल कर सकते हैं, लेकिन जिस तरह लड़ने का रास्ता दो भाजियों का नहीं हो सकता।

हम पाकिस्तान की अव्बाम को यह यकीन दिखाना चाहते हैं कि कोई आरहाना कदम न हिंदुस्तान के किसी के खिलाफ अठाया है, न किसी के खिलाफ अठाना चाहता है, बल्कि हम यह महसूस करते हैं कि पाकिस्तान और हिंदुस्तान दोनों फले फूलें, एक दूसरे की मदद करें, और मुल्क अपनी

अमन का स्थायी अमन आजादी का मुस्लिम करें, अपने मुल्कों का रीकन्स्ट्रक्शन करें और दोनों अर्धों भागों को तरह अपने अपने मुल्कों की आजादी बरकरार रखने के लिये और दुनिया में अमन कायम रखने के लिये आगे कदम बढ़ायें। अमन चीज को अव्वाम के सामने अमन के जरिये में किसी तरह बनाने की कोशिश की जाती है। दूसरी चीज अव्वाम के सामने यह आती है कि हम लोग अमन पसंद हैं। हम चाहते हैं कि हर मुल्क को अपनी आजादी कायम रखने का अव्वाम है, और अमन के अंदर कौनसी और किस प्रकार की हुक्मत होनी चाहिये अमन को नय करने का भी सिर्फ अमन को अव्वाम है। हमारे मुल्कों को अमन के अंदरूनी मामलात में किसी तरह दखल देने का अव्वाम नहीं है। अमन का मतलब यह हो जाता है कि अमरिका हो, या दुनिया की और कौनसी कुद्वत हो, अमन को हिन्दुस्तान के अंदरूनी मामलात में मदालखत करने का कोई हक नहीं है। यह हमारा माव्हरीन हक है कि हम अपना मुस्तकबिल, हम अपना जीवन, जिस तरह से चाहें या अमन में, जमहूरियत के अमन को अपने सामने रखते हुए बनायेंगे। अमन वजह से हमने कौनसी खतरा कभी महसूस नहीं किया। म हाजुस को यह याद दिलाना चाहता हूं कि बज्जारे आजम पंडित जवाहरलाल नेहरू ने अमन बात को पालियामेंट के अंदर और दीगर तकरीरों में साफ किया था कि हम अपने पडोसियों में कौनसी खतरा महसूस नहीं करते। न हमें चीन में खतरा है, न रूस में खतरा है, न बर्मा में खतरा है और न पाकिस्तान में खतरा हम महसूस करते हैं। हमारी पालिसी अमन की है, जमहूरियत की है, और लिब् एंड लेट लिब् (Live and let live) की है, जिसलिये हम किसी के अपर हमला करेंगे और न हमारे अपर कौनसी हमला करेगा ऐसा हमें खयाल है। अमन मकासिद को सामने रखते हुए हिन्दुस्तान आगे बढ़ रहा है। वह दुनिया के अमन के लिये और हिन्दुस्तान की तरक्की के मकसद को सामने रखते हुए आगे बढ़ रहा है। ऐसी सूरत में हम देखते हैं कि पाकिस्तान और अमरिका के पैंक्ट की मुसालिफत की जा रही है। वह जिसलिये हमें करनी पड़ती है कि जो चींगारी हमारे पडोस में लगी है उससे दुनिया और हम बाकिफ हूं। साथ साथ अशिया के मुस्तलिफ मुसालिफ में पिछले साल से जहां कहीं यह चींगारी लगी उसका क्या नतीजा हुआ वह हम देखते आये हैं। कभी जगह आग लगी और उसमें कभी जलकर खाक हो गये। जिस वजह से हमें खतरा महसूस होता है कि हमने जो आजादी हासिल की है वह कहीं खतरे में न आ जायें। जिसलिये हम अपनी आवाज पाकिस्तान-अमरिका पैंक्ट के खिलाफ पुरजोर कर रहे हैं। यही मकसद था जिसके लिये मैंने हाजुस के सामने जिस प्रस्ताव को लाना मेरा फर्ज समझा, और मुझे खुशी है कि हाजुस की मुस्तलिफ पार्टियों के तमाम मेंबरों ने जिस वक्त अक ही राय का बिजहार किया। जो बिचार यहां प्रमट किये गये हैं उससे मैं यकीन के साथ कह सकता हूं कि मुल्क की तरक्की के लिये, उसकी आजादी को बरकरार रखने के लिये उसकी हिफाजत के लिये मुझे शुबह नहीं है कि पाहें हम लोग किन्हीं सियासत के हों मुस्तलिफ आयडियालोजी के क्यों न हो हम अपनी मुसालिफत को भूल जायेंगे और हमारे मुल्क पर अगर किसी ने हमला किया हमारे मुल्क पर अंगर कौनसी खतरा आया तो हम सब मिलकर आखरी दम तक उसके खिलाफ लड़ते रहेंगे। किसी बात का मैं यहां बोलान करना चाहता हूं।

मैं जिस चीज को मैं हाजुस के सामने रखना चाहता हूं कि आज हमारे सामने फौजी तमकबि के लिये हम और कौनसी तमकबि नहीं है। हम जानते हैं कि फौजी तमकबि करने का खतरा दुनिया

में अमन नहीं ला सकता। लेकिन जिसके माने यह नहीं हैं कि खतरा हमारे ऊपर आ जाय तो हम उसका मुकाबला नहीं करेंगे। हम अपनी आजादी के लिये जरूर लड़ेंगे और चाहे जो कुरबानियां करने के लिये हमेशा तैयार रहेंगे। लेकिन लड़ाई आखिर एक खास पोलिटिकल पॉलिसी को आगे लाने का एक रास्ता है। इसी लिये जिस वक़्त हमारे सामने लोगों में सियासी तौर पर जागृति करने का सवाल है। पाकिस्तान की अव्वाम को यकीन दिलाने का सवाल है कि हम और आप भी हैं। जो खतरा हमारे मुल्कों पर आने के अमकानात है उसका मुकाबला करने के लिये हम अपनी जमहूरियती कूव्वतों को मजबूत करें और अपने में किसी तरह की फूट न पड़ने दें। अपने मुल्क की आजादी को बरकरार रखने के लिये दुनिया में अमन कायम रखने के लिये हम एक दूसरे के नजदीक आये ताकि कोई खतरा अगर आ जाय तो फौलाद की तरह हम तमाम लोग एक जगह आकर उसका मुकाबला कर सकें और दुनिया में अमन और अपनी आजादी को कायम रखने के लिये अग्रेसर रहें। इसी लिये अिन तमाम सवालों को हाथुस के सामने लाने की मैंने ज़रूरत की। मुझे खुशी है कि इसकी ताजीद पूरे हाथुस ने की। अब एक बहुत आम सवाल बाकी रह जाता है। दो रोज से जिस मसले पर जिस असेंबली में बहस हो रही है। चंद दिन पहिले यानी ७ अप्रैल को अुत्तर प्रदेश की कौन्सिल ऑफ स्टेट में जिस तरह का एक रेजोल्यूशन आया था। अखबारात से जहां तक मुझे मालूम हुआ है उस कौन्सिल ने उस रेजोल्यूशन को पास करके पंडित जवाहरलाल नेहरू की पॉलिसी की ताजीद की और पंडित जवाहरलाल नेहरू को यकीन दिलाया कि अगर जिस तरह का कोई जारहाना कदम कोई भी हमारे मुल्क की आजादी के खिलाफ अुठायेगा तो हम सब मुत्तहिदा तौर पर पंडित नेहरू के पीछे खड़े रहेंगे। मैं समझता हूं कि हमारी असेंबली में भी इसी भावना से सारी बहस हुई है। आम तौर पर मैं देख रहा हूं कि तमाम ख्यालात का अिजहार इसी भावना को लेकर किया गया कि अपने मुल्क की हिफाजत हो दुनिया में अमन कायम रहे पाकिस्तान और हिंदुस्तान के दोस्ताना ताल्लुकात बढ़ें और पाकिस्तान की अव्वाम को हम आगाह कर दें कि पाकिस्तान की हुक्मरान पार्टी ने जो कदम अुठाया है वह अपनी आजादी को बरकरार रखने में मदद करनेवाला कदम नहीं है बल्कि एक नयी गुलामी को लानेवाला कदम है। इसीलिये हमने यहां से अुनको 'होशियार रहो' की आवाज दी है। इसी तरह से हमारे मुल्क के बाहर भी तमाम ख्यालात एक जगह आकर जिस पेंकट के खिलाफ अपनी आवाज अुठा रहे हैं। खुशी की बात है कि हैदराबाद रियासत की कांग्रेस पार्टी कम्युनिस्ट पार्टी अव्वामी जमहूरी महाज पीजंटस अेंड वर्कर्स पार्टी सोशलिस्ट पार्टी आदि तमाम पार्टियों की तरफ से एक मिलीजुली कमेटी बनायी गयी है जो जिस बात की कोशिश करेगी कि पाक-अमरिका पेंकट से दुनिया पर जो असरात होनेवाले हैं उससे लोगों को बाकिफ करे पाकिस्तान और हिंदुस्थान के लोगों में दोस्ताने ताल्लुकात बढ़ायें और दोनों मुल्कों में जमहूरियत और आजादी को कायम रखने के मकसद को आगे बढ़ायें। ऑनरेबल चीफ मिनिस्टर साइने ने अमेरिका और पाकिस्तान के हुक्मरान तबकों से अपील की है कि अुनको कान हों तो वे अपने अगर वे सोंच सकते हैं तो यह सोंचें। मैं भी अपने मुल्क की आजादी के नामसे अपने मुल्क की आजादी के लिये और अपने मुल्क की तरक्की के लिये पाकिस्तान और अमरिका के हुक्मरान तबकों से जरूर कहूंगा कि आपकी तरफ से जो कदम अुठाया जा रहा है वह किसी की आजादी को बरकरार रखने वाला कदम नहीं है वह दुनिया के अंदर अमन रखनेवाला कदम नहीं है बल्कि उसके अंदर अशियाके अुन तमाम मुल्कों पर बहुत बुरी तरह से होनेवाले हैं जो

شری پنڈم واسدیو۔ اتنا صاف نہیں کرسکتا۔

مسٹر اسپیکر۔ صاف نہ تو کوئی ہرج نہیں لیکن کم از کم آپ کا کیا منشاء ہے وہ تو سمجھ میں آجائیگا۔

شری پنڈم واسدیو۔ میں اردو میں بولنے کی کوشش کرونگا۔ جو غلط جوابات دئے جاتے ہیں اسکو روکنے کے لئے اسپیکر صاحب حکم دیں اس لئے میں اسپیکر صاحب کے سمجھنے کے لئے اردو میں بولتا ہوں۔ بھونگیر ٹاکا میں جو رویوں کا غبن ہوا اس کے ذمہ دار پرشوتم ریڈی تھے۔ انکی پرانی تاریخ میں ایک دو منٹ میں ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ پرشوتم ریڈی رامنا پیٹھہ تعلقہ کے نواسی ہیں اونکے کرتوت

مسٹر اسپیکر۔ میں آپ کو رول ۷۹ کلاز (۵) کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ رول یہ ہے۔

Rule 97(5): "There shall be no formal motion before the Assembly nor voting. The member who has given notice may make a short statement"

جس ممبر نے نوٹس دی ہے وہ ایک مختصر بیان دیسکتے ہیں۔

And the Minister concerned shall reply shortly. Any member who has previously intimated to the Speaker may be permitted to put a question for the purpose of further elucidating any matter of fact.

جو مسٹر کنسرنڈ ہیں وہ بھی اس کا مختصراً جواب دیں گے۔

شری پنڈم واسدیو۔ پولیس ایکشن کے بعد وہ ٹاکا کے سکریٹری بنے۔ اسکے بعد مارچ سنہ ۱۹۵۲ء میں ۲۵ ہزار روپیہ کا غبن ہوا۔ یہ غبن اس طرح ہوا کہ بھونگیر ٹاکا میں پہلے جو سکریٹری تھے وہ برماشل کمپنی کے مینجر تھے۔ وہ اپنی کمپنی سے گیس کے تیل کا بزنس کرنا چاہتے تھے۔ کمپنی نے اس کی اجازت نہ دی۔ لیکن بعد میں یہ ہوا کہ پرشوتم ریڈی بھی یہ بزنس کرنا چاہتے تھے۔ انکی ایک دوکان ہے انہوں نے بزنس کرنے کے لئے بھونگیر ٹاکا سے ۳۰ ہزار روپیہ قرضہ لیا اور بزنس شروع کیا۔ لیکن چار مہینے تک یہ بزنس چلنے کے بعد اس میں ۲۵ ہزار کا غبن ہوا۔ وہ کچھ اس طرح ہوا کہ ساگا لکشمی نارائن جو ٹاکا کا ملازم تھا اپنے گھر کی مشکلات کی وجہ سے زہر کھا کر مر گیا۔ پرشوتم ریڈی کا یہ کہنا ہے کہ وہ شخص یہ رقم دبا کر مر گیا۔ اس وقت بھونگیر کانگریس ٹاؤن کمپنی کے سکریٹری، ہمنٹ راؤ نے ساگا لکشمی نارائن جو مر گیا اسکے والد بیوی اور ماں کو لیکر حیدر آباد آئے اور سنٹرل کوآپریٹو سوسائٹی

میں درخواست دی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ساڈا لکسمی نارائن رویہ دب کر مر گئی۔ مگر یہاں اس درخواست پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ پرسونم ریڈی صاحب ساڈا لکسمی نارائن بر یہ رقم ڈھکیل دینا چاہتے تھے۔ اس کے بعد یہ کیس آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ ہم حیدر آباد سنٹرل کواپریٹو اسوسیٹن میں درخواست دینے کے بعد تحقیقات شروع ہوئی۔ اس میں پرسونم ریڈی کو الگ رکھنا گیا ہے اور وزن کشوں پر یا حساب کتاب رکھنے والوں پر یہ ڈھکیاٹھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہاں کا قصہ ہے۔

(An hon. Member interrupted.)

شری ہنڈم واسدیو۔ آپ بیٹھنے میں بتلاتا ہوں۔ یہ رقم غبن کی گئی۔ اس سلسلہ میں ۱۲۔ دسمبر سنہ ۵۲ع کو میں نے سوال کیا تو اسکے بارے میں منسٹر صاحب نے جواب دیا کہ پہلا جزو ہاں۔

دوسرا جزو جو مس ابرو پریشن ہوا ہے اسکی مقدار ۲۵۷۳۳ اس رقم کی منجمدہ (۲۰۷۱) روپے وصول ہوئے ہیں اور باقی رقم وصول کی جارہی ہے۔

اس پر میں نے یہ سوال کیا کہ جس نے اتنی بڑی رقم غبن کی ہے اسکے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی ہے تو ۲۶-۳-۵۴ع کے جواب میں منسٹر صاحب نے فرمایا کہ سکریٹری سے بانڈ لکھوایا گیا ہے۔ اور پرسوں کے جواب میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پرسونم ریڈی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ میں ہاؤس کو بتلاتا چاہتا ہوں کہ ۲۵ ہزار روپے کا غبن ہوا ہے۔ پھر بھی انہیں کو ٹاکا کا ممبر بنایا جاتا ہے اور بھونگیر میونسپل کمیٹی کا نامنید ممبر بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ پرسونم ریڈی کے خلاف قانونی چارہ کار اختیار کیا جائے۔ اور ٹاکا بھونگیر میں جو غبن ہوا ہے اس کی حقیقی تحقیقات کے لئے احکام دئے جائیں۔

منسٹر فار میڈیکل، پبلک ہلتھ اینڈ رول ری کنسٹرکشن (شری مہدی نواز جنگ)۔ اسپیکر سر۔ مجھے افسوس ہے اور حیرت بھی ہے کہ اس ایوان میں جہاں ایک بہت ہی بلند پایہ مضمون پر بحث ہو رہی تھی، پالک امریکن پیکنٹ زیر بحث تھا اس سے اس قدر نیچے اتر آئے کہ ٹاکا بھونگیر کا ایک گھریلو جھگڑا ہاؤس کے سامنے آ گیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس الجھن کے پیچھے کسی پارٹی کی غرض یا خانگی جھگڑا ہے۔ پہلے تو مجھے اسکا افسوس ہے کہ یہ سوال ہاؤس میں کیوں آیا۔ کیونکہ جب کوئی معیار پہلی اینٹ ہی تیز ہی رکھتا ہے تو پوری دیوار تیز ہی تعمیر ہوتی ہے۔ میں عالیجناب اسپیکر صاحب سے یہ کہہ دیتا کہ پہلے تو یہ سوال ہاؤس میں آنے کا ہی نہیں تھا۔ لیکن یہ آ گیا۔ سابقہ منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیدیا اس جواب کے بعض اجزاء کو پکڑ لیا گیا ۲۶ تاریخ کو ڈپٹی منسٹر صاحب نے اس کا جواب دیا۔ اصل میں شکایت یہ ہے کہ بھونگیر ٹاکا میں کچھ بلالہ مار کشتک ہوئی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کی روک تھام کے لئے ضروری انتظامات کیے۔ ممکن ہے پرسونم ریڈی کا اس سے کوئی تعلق ہو۔ ہو سکتا ہے۔

شری مہدی نواز جنگ - سابقہ منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا کہ بنی رقم مس ایپروپریٹ (Misappropriate) ہوئی تھی اس کی مقدار اتنی تھی اور اس میں سے ۱۰ ہزار روپے وصول کئے گئے ہیں - بقیہ رقم کے لئے متعلقہ لوگوں کو پابند کیا گیا ہے اور وہ وصول کیجائے گی -

شری پنڈم واسدیو - اور آگے بتلائیں -

مسٹر اسپیکر - ٹاکا کا گورنمنٹ سے تعلق نہیں ہے - اس کے اندرونی معاملات میں ہاؤس کو مداخلت نہ کرنی چاہئے - چونکہ ایسے اداروں سے متعلق کسی سوال کے ضمن میں صرف انفارمیشن (Information) فراہم کرنے کی گنجائش ہے اس وجہ سے یہ سوال ایڈٹ (Admit) کیا گیا - پارلیمنٹ کے اسپیکر شری ماؤ لنگر نے ایسے اداروں کے بارے میں ایک رولنگ دی ہے جو یہ ہے :

“ That while the House was entitled to have full information which was reasonably necessary just to judge whether the particular Corporation which was autonomous was being carried on properly or not, it ought not to enter into discussion of day-to-day administration or in any detailed manner of any matter concerning it. ”

.....which detailed discussion would interfere with the autonomy of the particular Corporation. ”

سوال غبن کے بارے میں ہے - غبن کے بارے میں جواب دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ضابطہ کی کارروائی ہو رہی ہے - اس کے علاوہ مزید ڈپلیس فراہم کرنے کی گنجائش نہیں ہے -

شری جی. ڈی. دیشاپانڈے:- جس کے ڈیٹیلز میں میں نہیں جا رہا ہوں ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مینسٹر صاحب پچھلے سال یہ جواب دیتے تھے کہ جتنے روپے کا گبن ہوا اور باقی رقموں کے لئے بانڈز لیں گے ہیں ۔ اب جب سوال کیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس سلسلے کا بقیہ کوئی تعلق نہیں ہے ، حالانکہ وہ سلسلے میں لوگوں میں سے ایک یا جن سے بانڈز لیں گے وہ ہیں ۔ جس طرح سے بیکس سے کنٹریکٹری سٹیمینٹس کیے جاتے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر - اس کے بارے میں جو کوشش کرنا تھا وہ کی گئی -

شری جی. ڈی. دیشاپانڈے:- وہ نہیں دیکھی ہے یہی میں کہتا ہوں ۔ ڈپٹی مینسٹر صاحب نے جو اب جواب دیا ہے وہی وہی ہے ۔ پچھلے سال کے سوال کے جواب میں کہا گیا تھا کہ بانڈز لیں گے ہیں ۔ اب اگر یہ سچی ہے تو کون سے ابھاس سے بانڈز لیں گے ۔ ان کے نام مانگ رہے ہیں ۔ اور ان میں سے کون سا نام سچی ہے یا نہیں یہ سوال ہے ۔

شری مہدی نواز جنگ - یہ سوال اگر اس وقت کیا جاتا کہ کتنے اشخاص سے لیا گیا ہے تو ہمیں صاحب جواب دیتے ۔ یہ سوال دراصل پیدا ہوا تھا اور ان کے

کے درمیان جو ٹاکا سے متعلق تھے۔ معزز ارکان اپوزیشن اس میں دیکھینگے کہ کہیں بھی منسٹر نے یہ نہیں کہا کہ سکرٹری سے بانڈ لیا گیا۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ ”باقی رقم وصول کرنے کے لئے بانڈ لئے گئے۔“

شری اے۔ راج ریڈی (سلطان آباد) سوال میں ”دی دن سکرٹری“ (The then Secretary) تھا اوس کا جو جواب دیا گیا اوس سے یہ سمجھا جائیگا کہ یہ جواب اوسی سکرٹری سے متعلق ہے۔

شری مہدی نواز جنگ - جواب ملاحظہ فرمائے۔ سکرٹری کا نام اوس میں نہیں ہے۔

شری ی۔ ڈی۔ دیشمکھ (بھوکر دھن - عام) ۱۲ - ڈسمبر سنہ ۱۹۵۲ع کو اکسائز منسٹر نے کہا تھا کہ

منسٹر اسپیکر - اس موقعہ پر سوالات کرنے کا اختیار تمام ممبران کو نہیں ہے۔ (۹۷) میں یہ بتایا گیا ہے کہ

Any member who has previously intimated to the Speaker may be permitted to put a question for the purpose of further elucidating any matter of fact.

گویا ہر ممبر کو سوال کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ گو میں نے اجازت دی ہے اور میں اس کو کلوڈ (Close) کرنا نہیں چاہتا لیکن جو چٹھی میرے پاس آئی ہے وہ ڈسکشن شروع ہونے کے بعد آئی ہے جو ایک ٹیکنیکل (Technical) غلطی ہے۔

اس لئے میں بجز ایک صاحب کے جنہوں نے نوٹس دی ہے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔ شری اے۔ راج ریڈی - پریویس کے معنی یہ نہیں کہ ڈسکشن شروع ہونے کے پہلے دیا جائے بلکہ

منسٹر اسپیکر - ڈسکشن شروع ہونے کے پہلے نوٹس ملنی چاہئے۔ اگر ڈسکشن شروع ہوئی کے بعد ایک چٹھی کے بعد دوسری چٹھی آئے تو پہلی چٹھی کو پریویس نہیں سمجھا جاسکتا۔

شری ہنڈم واسدیو - جس وقت میں دینے والا تھا چیف منسٹر صاحب تقریر کر رہے تھے۔ سکرٹری صاحب بھی نہیں تھے۔ کوئی چیراسی بھی نہیں تھا میں اٹھ کر وہاں نہیں آسکتا تھا۔

منسٹر اسپیکر - آپ کے لئے کوئی عذر نہیں ہو سکتا لیکن آپ دوسروں کے لئے کنوئس (Canvass) کر رہے ہیں۔

Shri Annajirao Gavane (Parbhani) : There is no question of canvassing.

طریقہ یہ ہونا ہے کہ نوٹس کسی ایک کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔

مسٹر اسپیکر - میرا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ جو تقریر کرنا چاہتے ہیں اور جنہوں نے نوٹس دی ہے ان کو روک دوں۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ - سوال کی اہمیت کے لحاظ سے دوسروں کو بھی اجازت دینا مناسب ہے۔

مسٹر اسپیکر - جو چٹھیاں میرے پاس آئی ہیں ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔

شری. وئی. ڈی. देशपांडे:- समय खतम हो रहा है। नोटिस देने वालों में मेरा नाम है जिस लिये मेरा जो सवाल है उस पर मैं आपकी रूखी चाहता हूँ। पिछले साल हमने सवाल पूछा था। उस वक्त उसके बारे में अलग जवाब दिया गया है और उस वक्त अलग दिया गया। उस वक्त कहा गया कि फलों फलों टाका के जो वाक्स सेक्रेटरी थे उनके खिलाफ गबन चार्ज था और उस लिये उनसे बाइज लिये गये, और कहा गया कि उनके खिलाफ कार्यवाही हो रही है। अब एक साल बाद यह जवाब मिलता है कि उनके खिलाफ कोई कार्यवाही नहीं हो रही है। मेरा अंतराज बिसीपर है। सवाल यह है कि क्या उसे कांटेडिक्टरी और गलत जवाबत यहां पर दिये जा सकते हैं?

مسٹر اسپیکر - معلوم ہوتا ہے کہ سکرٹری کے نام کے بارے میں کچھ کنفیوژن (Confusion) ہو رہا ہے۔

شری. وئی. ڈی. देशपांडे:- अगर कोई कन्फ़ूजन (Confusion) हुआ है तो वैसे डेप्यूटी मिनिस्टर साहब साफ साफ बता दें, हम उसको भी कबूल कर लेते हैं।

شری مہدی نواز جنگ - جوابات بالکل صاف ہیں - فرق اتنا ہی ہے کہ کوئی سوال تلگو میں ہے تو کوئی کنٹری میں ہے یا کوئی مرہٹی میں ہے۔

شری اناجی راؤ گوانے - پہلے جواب میں صاف طور پر کہا گیا تھا کہ غبن کے سلسلہ میں سکرٹری کو علیحدہ کیا گیا۔

مسٹر اسپیکر - کون سے سکرٹری میں کیا نام ہے یہ نہیں بتایا گیا تھا۔

شری اناجی راؤ گوانے - پرسونل ریڈی کا نام لیکر سوال کیا گیا تھا اسلئے ظاہر ہے کہ اسکا جواب بھی ان ہی سے متعلق ہوگا۔ دوسرا سوال یہ ہوچکا تھا کہ رقم وصول کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے گئے۔ جواب دیا گیا تھا کہ ۱۰ ہزار روپیہ وصول کئے گئے اور باقی کے متعلق بانڈ لئے گئے۔ یہ جواب دیا گیا۔ اب کہا جاتا ہے کہ اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جواب کنٹراڈکٹری (Contradictory) ہو جاتا ہے۔

شری مہدی نواز جنگ - اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جنرل باڈی سینگ میں انکو علیحدہ کر دیا گیا ہے اسکا تعلق تعلقہ مارکٹ کمیٹی سے کیا ہے ۔

شری سی۔ ایچ۔ وینکٹ رام راؤ - اس میں صاف لکھا گیا ہے کہ پرسوتم ریڈی ” دن سکریٹری “ (Then Secretary) اسکے باوجود بھی چھپانے کی کوشش کی جا رہی تھی ۔ کیا اس طرح سے ہوسکتا ہے ؟ ہم رولنگ چاہتے ہیں ۔

شری مہدی نواز جنگ - نام چھپانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے ۔ آربیٹریٹر (Arbitrator) نے جن اشخاص کو ذمہ دار قرار دیا ہے انکے ذمہ رقوم بھی متعین کئے گئے ہیں اسکے بعد ڈپٹی منسٹر پرسوتم ریڈی کو کیسے ذمہ دار قرار دیتے اسلئے انکا نام شریک نہ کرنا بالکل واجبی تھا ۔

شری پنڈم واسو دیو - ایک اور سوال ہے ۔

منسٹر اسپیکر - وہ آئندہ دیکھا جائیگا ۔

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock
on Saturday the 10th April, 1954.
